www.KitaboSunnat.com

تفسیر الفاتحة

تألیف

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب
رحمہ اللہ تعالیٰ

نورِ اسلام اکیڈمی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تفسیر الفاتحۃ

تألیف
شیخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب
رحمه الله تعالى

تحقيق وتعليق
د. فهد بن عبد الرحمن بن سليمان الرومي

ترجمہ و تفہیم
علامہ محمد جمیل شیدا رحمانی

ناشر
نور اسلام اکیڈمی لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت و اشاعت بحق
نور اسلام اکیڈمی لاہور
محفوظ ہیں

ناشر ——— حافظ خالد محمود خضر
مدیر عمومی نورِ اسلام اکیڈمی لاہور' فون : 588 4789
مقامِ اشاعت ——— خان سٹریٹ' اعجاز پارک' ماڈل ٹاؤن لنک روڈ' لاہور
مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس' نسبت روڈ لاہور
اشاعت : اول ——— جولائی ۱۹۹۷ء
دوم ——— فروری ۱۹۹۹ء

ملنے کے پتے :

- قُرآن اکیڈمی' 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور' فون : 3-2-5869501
- مکتبہ سلفیہ' شیش محل روڈ لاہور' فون : 7237184
- نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ' اردو بازار لاہور' فون : 7321865
- ادارہ منشوراتِ اسلامی' بالقابل منصورہ' ملتان روڈ لاہور
- اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ' شاہ عالم مارکیٹ لاہور' فون: 7664504
- مکتبہ نُورِ حرم' 60 نعمان سنٹر' راشد منہاس روڈ' گلشن اقبال 5 کراچی
- دارُالفُرقان للنشر والتوزیع
ص ب 21441' الریاض 11475' سعودی عرب' فون : 435 8646

قیمت : 25 روپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

سورۃ الفاتحہ قرآن حکیم کی افتتاحی سورت ہے۔ یہ وہ عظیم سورت ہے جو "اُمّ القرآن" بھی ہے اور "اساس القرآن" بھی۔ سات آیات پر مشتمل اس سورۂ مبارکہ کو نبی اکرم ﷺ نے "سبع من المثانی" کا مصداق بھی قرار دیا ہے اور اسے "القرآن العظیم" بھی فرمایا ہے۔ نماز میں اس کی حیثیت اس کے لازمی جزو کی ہے' بلکہ ایک حدیث قدسی میں اسی کو "الصلوٰۃ" قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ الفاتحہ کی اب تک بہت سی تفسیریں لکھی گئی ہیں اور ہر صاحب علم نے اپنی بساط کے مطابق اس کے مطالب و مفاہیم کو سمجھا اور بیان کیا ہے۔ ان تفاسیر میں مجدّد العصر' داعیٔ توحید' قاطعِ شرک و بدعت' امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی "تفسیر الفاتحہ" کو ایک خصوصی اور امتیازی مقام حاصل ہے۔ یہ تفسیر عالم اسلام میں بہت بڑی تعداد میں پھیلی ہے اور اسے عرب و عجم میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ لیکن اصل تفسیر چونکہ عربی زبان میں ہے اور بدقسمتی سے ہمارے ہاں عربی سمجھنے والے حضرات کی تعداد بہت کم ہے' لہٰذا پاک و ہند میں اس تفسیر بے نظیر سے استفادہ اہل علم کے ایک مخصوص حلقے تک ہی محدود رہا ہے اور جدید تعلیم یافتہ حضرات اور عام اردو دان طبقہ اس چشمۂ خیر سے مستفیض نہیں ہو سکا۔ چنانچہ اس عظیم علمی سرمائے کو عام کرنے کی خاطر نورِ اسلام اکیڈمی لاہور اس کا اردو ترجمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔

امام محمد بن عبد الوہاب تمیمی رحمہ اللہ کی تفسیر الفاتحہ (مع تحقیق و تعلیق ڈاکٹر فہد بن عبد الرحمٰن رومی) کو علامہ حکیم محمد جمیل شیدا رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ (از رحیم یار خان، پاکستان) نے بڑی لطافت اور نزاکت سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ اس کی نشر و اشاعت کی جو سعادت نورِ اسلام اکیڈمی لاہور کے حصے میں آئی ہے یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ضمن میں ہونے والی جملہ مساعی کو شرفِ قبول عطا فرمائے ـــــ آمین!

(حافظ) خالد محمود خضر
مدیر عمومی
نورِ اسلام اکیڈمی لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

سب تعریف اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہے' اور درود و سلام اس ذاتِ اقدس اور اس کی آل واصحاب پر جس کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

امابعد' فضیلت الشیخ جناب فہد بن عبدالرحمٰن رومی نے حضرت الامام العلامہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تفسیر سورۂ فاتحہ پر جو حواشی تحریر کئے ہیں میں نے ان کا بغور مطالعہ کیا تو ان حواشی کو بے حد درست اور مفید پایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے' اور ان کے اجر و ثواب میں اضافہ فرمائے!

یہ الفاظ اپنے رب کے عفو و درگزر کے محتاج عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے ہیں جو علمی تحقیقات و افتاء اور دعوت و ارشاد کے اداروں کے سربراہ ہیں۔

تاریخ تحریر: ۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از صاحب المعالی الشیخ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم آل الشیخ

وزیر عدل سعودی عرب

سب تعریف اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہے' اور درود و سلام ہمارے نبی محمد ﷺ اور آپ کی آل و اصحاب پر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل و اصحاب پر درود و سلام کے بعد :

مجھے برادرِ محترم ڈاکٹر فہد بن عبدالرحمٰن بن سلیمان رومی نے حضرت الامام مجدّد العصر شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تفسیر سورۂ فاتحہ پر اپنی تحقیق اور اپنے حواشی پیش کئے تو میں نے انہیں بہترین پایا۔ (اللہ تعالیٰ انہیں مزید توفیق عطا فرمائے)۔ انہوں نے اس بارے میں ایسی محنت کی ہے کہ ان کی اس حاشیہ نویسی پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ایک ایسا مقدمہ لکھا جس میں نماز کی اہمیت کو اچھی طرح واضح کیا ہے کہ بیشک نماز دین کا بنیادی ستون ہے' اور بلاشک سورۂ فاتحہ نماز کا ایسا بنیادی ستون ہے جس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہو سکتی۔ نیز واضح کیا کہ اکثر لوگ' یہاں تک کہ بعض طالب علم بھی' نماز کا معنیٰ ہی نہیں جانتے' نہ اس کا مفہوم و مقصود سمجھتے ہیں۔ اسی بناء پر ڈاکٹر فہد نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں خوب بحث و تحقیق سے کام لیا ہے اور سورۂ فاتحہ کی اس تفسیر میں جو لائقِ جستجو مواد تھا اسے تلاش کر کے درج کیا ہے تا کہ اس میں کوئی کمی اور خامی نہ رہے۔ اس لئے کہ الشیخ الامام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تمام تالیفات کی طرح اس تفسیر کی بھی (بنیادی عقائد میں) زبردست تاثیر ہے۔ جب قاری پورے غور و تامل کے ساتھ اسے پڑھے گا وہ اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفس پر اس کی تاثیر کو ضرور محسوس کرے گا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جناب شیخ جس سلفی دعوت کو لے کر اٹھے ہیں، جس نیک نیت اور حسنِ ارادہ سے انہوں نے تالیفات کی ہیں، اس پر انہوں نے اپنے ممتاز اسلوبِ بیان اور گہری تاثیر کی وجہ سے قبولیتِ عامہ حاصل کی ہے۔ اور ان کی تالیفات کی خوب نشر و اشاعت اور پذیرائی ہوئی ہے۔

جناب شیخ رحمہ اللہ نے جب مسلمانوں کے درمیان بدعات و خرافات کی نشر و اشاعت اور چرچا دیکھا، تو انہوں نے عقیدۂ سلفیہ کی وضاحت کی خواہش کی۔ اسی بناء پر انہوں نے بوصیری کے مشہور قصیدۂ بردہ کے شرکیہ اشعار میں سے دو کا ذکر کیا ہے اور ان کے ذکر کے بعد جناب شیخ نے فرمایا ہے : "اپنے نفس کا جو خیر خواہ ہو اور وہ شخص جو ان اشعار کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو، نیز جو شخص عالم ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور تلاوتِ قرآن پر بھی قصیدۂ بردہ کے اشعار کی قراءت کو ترجیح دیتا ہو، اسے ان اشعار کے مفہوم و معنیٰ پر غور کرنا چاہئے"۔ فضیلت الشیخ رحمہ اللہ نے باقی اشعار کا ذکر نہیں کیا۔ قصیدۂ بردہ میں بوصیری کے وہ اشعار درج ذیل ہیں :

یا اکرمَ الخلقِ ما لی من الوذبه
سواک عند حدوثِ الحادثِ العمم
فانَّ مِن جودک الدنیا و ضرتها
ومن علومک علم اللّوح والقلم

"اے پوری مخلوق سے زیادہ عزو شرف والے (نبی ﷺ) مشکلات اور حادثات زمانہ میں میرے لئے تیرے سوا ایسی کوئی ذات نہیں جس کی میں پناہ طلب کروں۔ دنیا اور اس کا سارا مال و متاع تیرے ہی جود و سخا کا مظہر ہے اور لوح و قلم کا علم بھی تیرے ہی علوم کا حصہ ہے"۔

یقیناً بوصیری نے مصائب کے وقت اپنی پناہ طلبی کو رسول اللہ ﷺ ہی کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منسوب و منحصر کیا ہے' نیز لوح و قلم کا علم جو سراپا علمِ غیب ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اس کے بارے میں بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسے جانتے ہیں۔ یہ حقیقت کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ان اشعار میں کتنا بڑا شرک پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ!

اس قصیدے کے فتنے میں بعض لوگ آج تک مبتلا چلے آتے ہیں۔ ویسے یہ قصیدہ رسول اکرم ﷺ کی بہت عمدہ مدح و تعریف پر بھی مشتمل ہے' مگر نظم کہنے والے نے چینی میں زہر کی ملاوٹ کر دی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اس تفسیر کی عمدہ تحقیق و وضاحت پر ڈاکٹر فہد کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ پر اس سورۂ کریمہ فاتحہ کی تفسیر بے نظیر' اعلیٰ درجے کے معانی اور کامل فوائد کے بیان پر اپنی رحمت نازل فرمائے' جو ایسے صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی جنّت تک پہنچاتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں قرآن کریم کی رہنمائی سے ہدایت پانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ایسے لوگوں کی راہ سے دور رکھے جن پر اللہ کا غضب ہوا اور جو صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ پر درود و سلامتی نازل فرمائے۔

از

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم آل شیخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدّمۃ المحقّق

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

إنّ الحمدَ للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ و نستغفرہٗ ونتوبُ الیہ، ونَعوذ باللّٰہِ مِن شُرورِ أنفُسنا ومن سیّئاتِ أعمالنا، مَن یھدہِ اللّٰہ فلا مُضِلَّ لہٗ ومَن یُضلِلْ فلا ھادیَ لہ، وأشھد أن لا الٰہ الا اللّٰہ وأشھد أنّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ..... امّا بعد :

جب نماز دین کا ستون ہے، جس پر دین قائم ہے، تو یقیناً فاتحہ نماز کا ستون ہے، جس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

((لَاصَلَاۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ)) رواہ البخاری ومسلم {۱}

"جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں"۔ جبکہ فاتحہ کا نماز میں یہ درجہ ہے اور نماز کا دین میں وہ درجہ و مقام ہے (جو اوپر بیان ہوا) تو یقیناً دین میں یہ بات بہت اہم ہے کہ مسلمان اس کلام کا مفہوم و معنیٰ سمجھتا ہو جس کے ذریعے وہ اپنے رب سے مناجات و سرگوشی کرتا ہے، تاکہ اس کا دل پوری طرح اپنے رب کی طرف متوجّہ ہو اور اس کی نماز مقبول ہو۔ میرے دل کو اس بات نے بے حد دردمند کیا جب میں نے عامۃ الناس اور نوعمروں ہی کو نہیں بلکہ بعض (علمِ دین کے) طالب علموں کو دیکھا کہ وہ فاتحہ کا معنیٰ نہیں جانتے اور وہ اسی بات پر راضی ہیں کہ دن رات

{۱} رواہ البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءۃ للامام والمأموم، ج۱، ص ۱۸۴ ۔ ورواہ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ، ج۱، ص ۲۹۵ ورواہ ایضًا اصحاب السنن الاربعۃ واحمد وغیرھم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سترہ دفعہ سے زیادہ مرتبہ ایسے کلام کو اپنے رب سے سرگوشی اور مناجات کے لئے دہرائیں جس کا وہ معنی نہ سمجھتے ہوں۔ سو ایسے شخص کی دعا و مناجات کیسے قبول ہو؟ شاید دعاؤں کا قبول نہ ہونا اکثر لوگوں کی نماز کے معانی سے غفلت کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان پر کوئی تاثیر مرتّب نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ نماز سے اچھی طرح متأثر ہوتے ہیں۔

نماز جسمانی تھکاوٹ اور بے چینی میں راحت کا باعث ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو جب کسی امر سے کوئی حزن والم لاحق ہوتا تھا تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے : ((یَا بِلَالُ اَرِحْنَا بِالصَّلَاۃِ))[۲] "اے بلال! ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچائیے"۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ وہ رات کے زیادہ حصہ میں قیام کریں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالنے والے ہیں :

﴿ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ ﴾ (المزمل : ۱۔۵)

"اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے، رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ یقیناً ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔"

بے شک رات کو نماز کے ساتھ قیام کرنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں، رات کے سکون اور خاموشی میں قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر غور و فکر کے ساتھ پڑھنا، رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف میں اضافہ کرنا اور پورے خشوع کے ساتھ دل کو اللہ تعالیٰ

{۲} مسند احمد ج ۵، ص ۳۶۴ پر، اور سنن ابو داؤد، ج ۴، ص ۲۹۶۔۲۹۷ پر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف متوجہ کرنا' یہی اعمال زادِ راہ اور اس بھاری ذمہ داری کو برداشت کرنے کے لئے تیاری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور وہ قولِ ثقیل (بھاری ذمہ داری) بہت بڑی راحت کا باعث ہے جسے تو حاصل کرلے گا۔ آج ہمارے اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ نماز میں بے کار مشقت اٹھاتے ہیں اور اپنے کندھے پر عائد فریضہ کی ادائیگی سے محض خلاصی پانا چاہتے ہیں۔ اگر سلام پھیرنے سے پہلے ہی ان کی نماز سے وابستگی ختم نہ ہو چکی ہو تو سلام پھیرنے کے فوراً بعد نماز سے ان کی وابستگی ختم ہو جاتی ہے۔ (باقی اوقات میں وہ نماز کی تاثیر و فوائد سے بالکل محروم ہوتے ہیں۔) بلاشبہ اس محرومی کے بہت سے اسباب ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی نماز میں ایسے اقوال کو دہراتے ہیں جن کے وہ معانی سمجھتے ہیں نہ ان کے مقاصد و مطالب کا ادراک رکھتے ہیں۔ اس بات نے میرے دل کو بہت دردمند کیا تو میں نے سورۂ فاتحہ کی ایسی تفسیر کی تلاش کی جو نہ تو طویل اور اکتا دینے والی ہو اور نہ ہی بہت مختصر اور الجھے معنوں والی ہو۔ جو عوام الناس کے فہم سے بالا نہ ہو اور خواص و علماء کے مطلوب و مقصود سے قاصر و کوتاہ بھی نہ ہو۔ اگر اسے مبتدی پڑھے تو اس میں اپنی مراد پالے اور اگر اسے منتہی عالم پڑھے تو اس میں اپنی آراستگی پائے۔ اس میں بے شمار کامل فوائد ہوں اور حق پر قائم کرنے والی زبردست تحقیقات ہوں۔ میں نے دائیں بائیں دیکھا اور بڑی بڑی تفسیروں کی ورق گردانی کی تو میں نے ہلکی پھلکی 'غیر اطمینان بخش' ضخیم' قابل تعریف اور قابل مذمت تالیفات کی چھان پھٹک کی۔ پھر میں نے ان کے ہر اچھے اور قابل تعریف طریق و اسلوب کو بنظرِ غائر دیکھا' مگر میں نے اپنا مقصود نہ پایا۔ کوئی تو باریک بینی (کے سمندر) میں غوطہ زن اور دشوار نتائج کی حامل ہے اور کوئی تفسیر اتنی طویل ہے کہ اس نے کوئی مانوس و غیر مانوس لفظ نہیں چھوڑا۔ سو میں نے سمجھا کہ یہ بھی میری مراد و مقصود سے ماوراء ہے۔ اسی طرح کوئی تفسیر امتیازی اندازِ بیان کی حامل ہے' مگر اس کا اسلوبی شجر ایک خاص طبقہ ہی پر سایہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہے' جبکہ کوئی دوسری جماعت اس سے استفادہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے نہیں کہ اس کے برگ و بار میں کوئی کمی اور کوتاہی ہے' بلکہ اس لئے کہ ان کے فہم و ادراک کی رسائی سے اس کی شاخیں بہت بلند ہیں۔ میں پیہم تلاش و تحقیق کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے الشیخ الامام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تفسیر الفاتحہ کی شکل میں اپنی گم شدہ متاع پالی۔ یہ تفسیر تو میرے مقصود و غایت سے بھی بلند تر ہے۔ اگر اس میں دو امتیازی باتوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہوتا تو یہ دونوں باتیں ہی جناب شیخ رحمہ اللہ کی خصوصی توجّہ اور لوگوں کے لئے اس تفسیر کے لکھنے میں کفایت کرتیں۔ وہ دونوں باتیں درج ذیل ہیں :-

پہلی بات : شیخ ممدوح رحمہ اللہ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر اس انداز سے شروع کی ہے کہ گویا سورۂ فاتحہ بندے اور اس کے رب کے درمیان نماز میں مناجات و سرگوشی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور انہوں نے مسلسل نماز اور فاتحہ کے درمیان رابطہ قائم رکھا' گویا وہ نماز کے بعض اجزاء کے بارے میں بحث کر رہے ہیں' خصوصیت کے ساتھ کسی سورت کی شرح نہیں لکھ رہے۔ اور یہ لطیف اسلوب کسی دوسری تفسیر میں موجود نہیں ہے۔

دوسری بات : اس تفسیر کی وہ عجیب تاثیر ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تالیفات کو گہرے غور و خوض اور یکسوئی کے ساتھ پڑھنے والا ہر شخص اسے محسوس کرتا ہے۔ وہ ان تالیفات کو پڑھتا چلا جاتا ہے' اور ان کی تاثیر کو بے ساختہ اپنے دل میں جاگزیں ہوتے ہوئے محسوس کرتا جاتا ہے۔ اور وہ تالیفات اس کے شعور و ادراک میں پیہم اترتی چلی جاتی ہیں۔ جیسے خواب سے بیدار ہونے والے کے ذہن میں یادداشت سرایت کرتی ہے' یہاں تک کہ اس کا نفس اس حقیقت سے اچھی طرح مطلع ہو جاتا ہے جس سے وہ بے خبر تھا یا کم از کم اس کے ذہن سے وہ حقیقت غائب ہو چکی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بات کسی خاص جذبے کے تحت نہیں کہتا' نہ ہی میں کوئی نیا تصور پیش کر رہا ہوں' بلکہ یہ بات مجھ سے پہلے بھی دوسرے فہم و ادراک رکھنے والوں نے کہی ہے۔ استاذ مسعود الندوی رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ موصوف کی مؤلفات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "حضرت شیخ کے مکتوبات میں قیمتی اور عجیب و غریب قسم کا ایک جوہر پایا جاتا ہے جسے ہم پورے اسلامی کتابی ورثے میں کہیں نہیں دیکھتے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس جوہر کو روح سے تعبیر کرتے ہیں"۔ یقیناً آپ کی تحریر کردہ ہر سطر تاثیر سے بھرپور ہے۔ شاید اس کا سبب اس انتہائی تیز فہم و شعور میں چھپا ہوا تھا جو پوری زندگی معاملے کی باریکیوں تک پہنچنے کی کوشش میں صرف ہوتا رہا{۳}۔ نیز انہوں نے جناب شیخ کی تفسیر فاتحہ کے بارے میں فرمایا : "وہ بہت مختصر تفسیر ہے مگر جناب شیخ کی دعوتِ توحید سے متعلق جذبہ و جرأت مندی ہر سطر میں بے حد واضح ہے"{۴} یہ وہ سبب تھا جس نے مجھے جناب شیخ رحمہ اللہ کی تفسیر الفاتحہ کے اخراج و توضیح پر مجبور کیا۔

بناء بریں میں نے خیال کیا کہ میں اس مدفون خزانے اور قیمتی جوہر کو نکالنے میں تھوڑی سی کوشش کروں تاکہ میری اس محنت کے بعد لوگ اپنے مختلف درجات کے مطابق اگر اسے پڑھیں تو ان میں سے ہر شخص اپنے مطلوب و مقصود کو ضرور پالے۔

تعارفِ مؤلّف

اس تعارف سے میرا ارادہ یہ نہیں ہے کہ میں جناب شیخ رحمہ اللہ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کروں۔ میں کوئی مؤرخ نہیں ہوں' اور میں آپ کی دعوت

{۳} محمد بن عبدالوهاب مصلح مظلوم ومفترى عليه' تاليف الاستاذ مسعود الندوی رحمہ اللہ' ص ۱۳۵۔

{۴} حوالہ مذکورہ بالا' ص ۱۴۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مفصل بحث بھی نہیں لکھ رہا۔ اس لئے کہ آپ کے بعد آپ کی دعوت کے بارے میں بہت سے علماء لکھ چکے ہیں۔ اور ابھی تک آپ کی دعوت کے بہت سے پہلو احاطۂ تحریر و کتابت کے متقاضی ہیں۔ تاہم میں اتنا سا تعارف لکھوں گا جو اس رسالہ کے صفحات اور اس کی ضخامت سے مناسبت رکھتا ہو۔ لہٰذا میں جناب شیخ کی تعریف و تعارف میں چند سطور پر ہی اکتفا کروں گا۔

مختصر تعریف : آپ جناب گرامی قدر الشیخ الامام محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان آل مشرف التمیمی علم و اخلاق اور عز و شرف والے گھرانے میں ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عُیَینہ شہر کے قاضی تھے۔ آپ نے بارہ سال کی عمر سے پہلے حفظِ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ فقہ، تفسیر اور حدیث کا تھوڑا بہت علم حاصل کر لیا، اور مزید علم کی خاطر سفرِ حج سے علم کا آغاز کیا۔ آپ نے مدینہ منورہ میں جا کر وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا۔ مدینہ منورہ میں انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے کچھ لوگ قبرِ رسول ﷺ اور قبرستان بقیع کے پاس مختلف بدعات اور منکرات میں مبتلا ہیں تو آپ نے ان حرکات پر لوگوں کو روکا ٹوکا اور خود ان خرافات سے بچاؤ اختیار کیا۔ پھر واپس نجد آئے اور وہاں سے بصرہ کی طرف سفر کیا۔ وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا۔ بصرہ میں آپ نے بدعات و منکرات کی ایسی حالت دیکھی جو مدینہ منورہ سے بھی زیادہ سنگین تھی۔ وہاں انہوں نے چراغوں سے روشن قبریں دیکھیں اور ان کا طواف کرنے والوں کو دیکھا کہ (تبرک کے لئے) قبروں کو چومتے ہیں۔ نیز وہاں ایسی بدعات و خرافات کو دیکھا کہ جناب شیخ کو صبر کی طاقت نہ رہی۔ لہٰذا انہوں نے باطل کی تردید کی، بھلائی کا حکم دیا، اور برائیوں سے روکا۔ اس پر اہل بصرہ نے آپ کو بصرہ سے نکال دیا اور آپ کو شدید گرمی میں ننگے پاؤں اور ننگے سر نکال باہر کیا۔ اُس وقت آپ پر صرف ایک کپڑا اور ایک قمیض ہی تھی۔ قریب تھا کہ شیخ پیاس سے ہلاک ہو جاتے اگر اللہ تعالیٰ ایک ایسا آدمی نہ بھیجتا جو آپ کو ایک دلدل کی طرف لے گیا اور کچھ پانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے پلایا۔ وہاں سے آپ احساء کے راستے سے عیینہ کی طرف لوٹے۔ پھر حریملاء کی طرف واپس آئے' جہاں ان کے والدِ محترم عیینہ کی قضا سے تبدیل ہو کر تشریف لائے تھے۔ ۱۱۵۳ھ میں آپ کے والد وفات پا گئے تو آپ نے تن تنہا دعوت کے مخالفین کی چالوں اور مکاریوں کا مقابلہ کیا۔ مگر جب آپ کی شہرت اور دعوت کی خبر پھیلی اور آپ نے اس وقفہ میں اپنی تالیف "کتاب التوحید الذی ھو حق اللّٰہ علی العبید" لکھی تو آپ کی دعوت سے اہلِ حریملاء بھی تنگ آ گئے۔ انہوں نے آپ کو ٹھکرا دیا اور نوجوانوں کے ایک گروہ نے آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آپ کے مکان کی دیوار پھاندی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔ پھر آپ عیینہ کی طرف چلے گئے۔ عیینہ کے امیر ابن معمر نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کی اچھی طرح حمایت و طرف داری کی۔ امیر نے عیینہ اور اس کے اردگرد جتنے قبے اور قبروں پر زیارت گاہیں تھیں سب گرا دیں اور وہ سب درخت بھی کاٹ دیئے جن سے بعض لوگ برکت حاصل کرتے تھے۔

دعوت کے دشمن مسلسل آپ کی ہلاکت کا انتظار کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ کو عیینہ سے بھی نکال دیا گیا۔ پھر آپ نے درعیہ کی طرف رخ کیا اور وہاں کے امیر محمد بن سعود سے خاطر خواہ مدد حاصل کی۔ یہاں شیخ اور امیر دونوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت اور سنّتِ رسول ﷺ کے احیاء اور بدعات کو ختم کرنے پر آپس میں بیعت و معاہدہ کیا۔ اس طرح دعوت و تبلیغ کا سلسلہ چل نکلا۔

جب درعیہ کو دعوت کا مرکز بنا کر جناب شیخ نے مختلف شہروں کے رئیسوں' ان کے باشندوں اور علماء کو دعوتی خطوط لکھے' جن میں انہیں اپنی دعوت کے کام میں شمولیت کی دعوت دی تو اسے بہت سوں نے قبول کر لیا۔ چنانچہ فرائض اور نوافل (اپنی صحیح صورت میں) قائم ہوئے' بدعات و محرمات مٹا دی گئیں' برائیوں اور شرکیہ افعال کا ازالہ ہوا اور توحید کا کلمہ غیر اللہ کی عبادت کی آمیزش سے پاک ہو کر صحیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں بلند ہوا۔

اب جناب شیخ علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تعلیم و تدریس کے لئے فراغت حاصل ہوئی اور آپ کی خدمت میں صحیح علم حاصل کرنے والوں کی بڑی تعداد حاضر ہوئی۔ نیز آپ نے بڑی تعداد میں تالیفات کیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں: (۱) کتاب التوحید (۲) کتاب الایمان (۳) کتاب اصول الایمان (۴) فضائل الاسلام (۵) فضائل القرآن (۶) کشف الشبہات (۷) آداب المشی الی الصلاۃ (۸) استنباط القرآن (۹) مسائل الجاہلیہ (۱۰) الکبائر (۱۱) مفید المستفید (۱۲) الرد علی الرافضہ۔ نیز کچھ طویل کتابوں کے اختصار پر مشتمل کتابیں تالیف کیں۔ مثلاً (۱) مختصر الصواعق (۲) مختصر العقل و النقل (۳) مختصر فتح الباری (۴) مختصر زاد المعاد (۵) مختصر الشرح الکبیر والانصاف (۶) مختصر منہاج السنہ وغیرذٰلک۔

جناب شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا اور اجر و ثواب عطا فرمائے، جو اس کے راستے کی طرف دعوت دینے والے نیک بندوں کو دی جاتی ہے۔ بیشک وہی دعائیں سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

تفسیر فاتحہ کا تعارف

تفسیر الفاتحہ ایک مختصر تفسیر ہے جسے جناب شیخ رحمہ اللہ نے درعیہ کے امیر کے بیٹے عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہم اللہ کی درخواست پر اس وقت تحریر کیا تھا جب آپ عیینہ میں مقیم تھے۔ تفسیر الفاتحہ جناب شیخ کی دوسری تمام سورتوں کی تفاسیر سے امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ یہ بہت زیادہ تفصیل و وسعت کی حامل ہے جس نے اس تفسیر کو خصوصی درجہ عطا کیا ہے۔ اسی لئے باقی تفاسیر کی نسبت اس کی زیادہ طباعت و اشاعت ہوئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب ان تحقیقی مقالوں کے ضمن میں بھی شائع ہوئی ہے جنہیں کلیہ اصول الدّین جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ نے ۱۴۰۸ھ میں شائع کیا۔ پھر اس کی علیحدہ طور پر پہلی طباعت بھی ۱۴۰۸ھ میں ہوئی۔

میں نے خواہش کی کہ اس اہم اور جدید تفسیر پر میں نے جو حاشیہ آرائی کی ہے اس کی دو فاضل ذی علم و منزلت شخصیتوں کی شہادت سے مزید توثیق کروں۔ ان میں سے ایک سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ہیں جو علمی تحقیقات' افتاء اور دعوت و ارشاد کے اداروں کے اعلیٰ سربراہ ہیں۔ دوسرے عالی مرتبت جناب شیخ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم آلِ شیخ وزیر عدل اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔ ان دونوں نے از راہ مہربانی اس کتاب کو پڑھا اور اس کے لئے الگ الگ مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ میں ان دونوں کا بے حد شکر گزار ہوں---- اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو نفع پہنچائے۔ آمین!

یہ میری سعی و جُہد ہے۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میرے اس عمل کو اپنی ذاتِ عالی صفات کے لئے خالص فرمالے' اور جو اس میں کمی یا کوتاہی شامل ہو گئی ہو اس پر مجھے معاف فرمائے۔ بے شک وہ بہت سننے والا اور دعا قبول کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد ﷺ اور آپ کی آل و اصحاب پر درود و سلام نازل فرمائے۔

فهد بن عبدالرحمٰن بن سليمان الرومي
رئيس قسم الدراسات القرآنيه
كلية اعداد المعلّمين بالرياض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ

ہمارے استاذ الشیخ محمد بن عبدالوہاب (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور اپنے احسان و کرم کے ساتھ ان سے راضی ہو) آپ نے فرمایا :

اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت بجالانے کے لئے تیری رہنمائی فرمائے' اپنی نگہبانی سے تیری حفاظت فرمائے' اور دنیا و آخرت میں تیری سرپرستی فرمائے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ دورانِ نماز اللہ تعالیٰ کی طرف دل کا پوری طرح متوجّہ ہونا ہی اصل مقصودِ نماز' اس کی روح اور جوہر ہے {۱} لہٰذا اگر حضورِ قلب کے بغیر نماز ادا کی گئی تو وہ اس جسم کی مانند ہو گی جس میں روح نہ ہو۔

{۱} شیخ موصوف کے قول "اقبال القلب" (دل کے پوری طرح متوجہ ہونے) سے مراد دل کا خشوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ﴿اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ "وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں" میں وارد لفظ خشوع کا مفہوم معین کرنے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام السیوطی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :

"لفظ خشوع سے مراد کیا ہے؟ اس کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ آیا اس سے مراد دل کے اعمال ہیں؟ جیسے خوف و دہشت وغیرہ' یا ظاہری اعضاء و جوارح کے اعمال ہیں۔ جیسے سکون و وقار وغیرہ۔ یا دل اور ظاہری اعضاء دونوں کے اعمال کا مجموعہ ہے؟"

امام البغوی رحمہ اللہ نے شرح السنّہ ج ۳' ص ۲۵۹ میں فرمایا ہے :

"خاشعون" سے مراد مجاہد رحمہ اللہ کے ہاں سکون ہے۔ پھر فرمایا : خشوع کا اثر ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد دلالت کرتا ہے :

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ ﴾ (الماعون : ۴'۵)

"پس ان نمازیوں کے لئے بربادی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔"

شیخ نے سہو کی تفسیر نماز کے وقت سے غفلت' یعنی اسے ضائع کرنے سے کی ہے۔ نیز نماز کے واجبات اور اس میں حضورِ قلب یعنی دل کی پوری توجہ سے

➤ بدن' نظر اور آواز میں ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ان کے نزدیک خشوع کا تعلق ظاہری اعضاء کے اعمال سے ہے۔

امام البیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے مذکورۃ الصدر ارشاد میں وارد لفظ "خشوع" سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا : "خشوع دل میں ہوتا ہے' اور یہ کہ تیرا پہلو مسلمان آدمی کے لئے نرم ہو اور یہ کہ تو اپنی نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھے"۔ (سنن البیہقی ج ۲'ص ۲۷۹)

الشیخ الشنقیطی رحمہ اللہ نے فرمایا : "شریعت کی اصطلاح اور تقاضے کے مطابق لفظ "خشوع" سے مراد یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو۔ نتیجتاً اس کے اثرات انسان کے جسم پر ظاہر ہوں"۔ (اضواء البیان' جلد ۵'ص ۷۵۵)

میں کہتا ہوں : امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے لفظ "خشوع" سے "دل کی توجّہ" مراد لیا ہے۔

امام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ کا اس موضوع پر ایک بے مثال رسالہ ہے' جس کا نام ہے "الخشوع فی الصلاۃ"۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے جو کچھ لکھا ہے اس کو بھی ایک نظر دیکھ لینا۔ ملاحظہ ہو : مدارج السالکین' ج ۱ ص ۵۲۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غفلت کے ساتھ بھی سہو کی تفسیر کی ہے{۲}۔

{۲} یہ تعبیر امام محمد بن عبدالوہاب نے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل ارشاد میں مذکور لفظ "سہو" کی تفسیر میں اختیار کی ہے :

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾

امام طبری نے اس بارے میں مفسرین کے اقوال بیان کئے ہیں۔ فرمایا : اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾ کی تفسیر میں اہلِ تاویل و تفسیر کے متعدد اقوال ہیں :

پہلا قول : "اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں اور اس کا وقت نکل جانے کے بعد اسے ادا کرتے ہیں"۔ پھر امام طبری نے یہ حدیث ذکر کی ہے :

((عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي : أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ أَهِيَ تَرْكُهَا؟ قَالَ : لَا، وَلٰكِنْ تَأْخِيرُهَا عَنْ وَقْتِهَا))

"مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا : اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے "وہ اپنی نماز سے غافل ہیں" کیا اس سہو یا غفلت سے مراد نماز کا ترک کرنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا : نہیں، بلکہ سہو سے مراد نماز کو اس کے صحیح وقت سے مؤخر کر دینا ہے"۔

جناب مصعب بن سعد کے حوالے سے ایک اور حدیث میں مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سعد سے عرض کیا : ﴿الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ کیا اس سہو سے مراد وہ کیفیت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص (نماز سے غافل ہو کر) اپنے دل کے ساتھ کوئی بات کرنے لگ جاتا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا : نہیں، بلکہ سہو یہ ہے کہ کوئی شخص نماز کو اس کے صحیح وقت سے مؤخر کر دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طبری نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور حدیث بھی ذکر کی ہے کہ مذکورہ آیت میں وارد "سَاهُون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے اصل وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔

دوسرا قول : کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ "سَاهُون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو ترک کر دیتے ہیں' اور اسے ادا ہی نہیں کرتے۔ پھر ان لوگوں کی روایات نقل کی ہیں جو اس تعبیر کے قائل ہیں۔

تیسرا قول : اس سہو و غفلت سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز سے سستی اور غفلت کرتے ہیں' اور اسے کھیل تماشا ہی سمجھتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کی مزید روایات نقل کی ہیں جو اس تاویل کے حامی ہیں۔

پھر امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک "سَاهُون" کی بہترین تاویل یہ ہے کہ وہ نماز کو لہو و لعب تصور کرتے ہیں' اس سے غفلت برتتے ہیں' نماز کے وقت دوسرے مشاغل میں منہمک رہتے ہیں۔ نتیجتاً کبھی اسے بالکل ضائع کر دیتے ہیں اور کبھی اس کے صحیح وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر میری اس تعبیر سے اتفاق کر لیا جائے تو اس شخص کی بات بھی درست ہے جو کہتا ہے کہ : سہو سے مراد اس کے صحیح وقت کو ترک کرنا ہے' اور اس شخص کی بات بھی درست قرار پاتی ہے جو کہتا ہے کہ سہو سے مراد نماز کا بالکل ترک کر دینا ہے۔ جیسے کہ میں نے اس بارے میں ایک قول ترکِ نماز کا ذکر کیا ہے۔

پھر امام طبری رحمہ اللہ نے اس بحث پر دو حدیثوں سے شہادت پیش کی ہے۔

پہلی حدیث : ((عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاص رضي اللّٰهُ عنه' قال : سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ' قَالَ "هُمُ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا"))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مفہوم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے :

انَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تِلْكَ صَلَاةِ الْمُنَافِقِ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَى الشَّيْطَانِ {۳} قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا

➤ "حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جو اپنی نماز میں سہو کرتے ہیں۔ تو آپ ؐ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے صحیح وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں"۔

دوسری حدیث : ((عَن أبی برزة الاسلمی ﷺ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : "اَللّٰهُ اَكْبَرُ، هٰذِهِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ اَنْ لَوْ اُعْطِيَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ جَمِيعَ الدُّنْيَا، هُوَ الَّذِي إِنْ صَلّٰى لَمْ يَرْجُ خَيْرَ صَلٰوةٍ، وَإِنْ تَرَكَهَا لَمْ يَخَفْ رَبَّهُ")) (تفسیر طبری، ج ۳۰، ص ۲۰۱۔۲۰۳)

"حضرت ابی برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی : "وہ لوگ جو اپنی نماز سے غافل ہیں" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اللہ اکبر یہ آیت تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم میں سے ہر آدمی کو پوری دنیا عطا کر دی جائے۔ اس آیت میں مراد وہ شخص ہے کہ جس نے اگر نماز ادا کی تو اپنی نماز سے بھلائی کی امید نہ رکھی۔ اور اگر نماز ترک کر دی تو اس نے اپنے رب کا خوف نہ کھایا۔"

{۳} امام نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح میں "بَيْنَ قَرْنَى الشَّيْطٰنِ" کو مجاز کی بجائے حقیقت پر مبنی قرار دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان سورج کے طلوع و غروب کے ➤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا قَلِيلًا)) {۴}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "وہ منافق کی نماز ہے' وہ منافق کی نماز ہے' وہ منافق کی نماز ہے۔ وہ سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آجاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا بہت تھوڑا ذکر کرتا ہے۔"

یہاں نمازِ عصر کے صحیح وقت میں تاخیر کا ذکر ہے۔ پھر اس کے وقت کو ضائع کرنے کا ذکر "يَرْقُبُ الشَّمْسَ" کے الفاظ سے' ارکان کو ضائع کرنے کا بیان "النَّقر" (ٹھونگیں مارنے) کے لفظ سے' اور دل کی پوری توجہ اور انابت کو ضائع کرنے کا بیان "وَلَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا اِلَّا قَلِيلًا" کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔

➤ موقع پر اس کے بالمقابل کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ کفار انہی دو اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ اس کے قریب آجاتا ہے تاکہ سورج کو سجدہ کرنے والے بالواسطہ شیطان ہی کو سجدہ کرنے والے قرار پائیں اور خود اسے اور اس کے اعوان و انصار کو یہ خیال پیدا ہو کہ وہ لوگ شیطان ہی کو سجدہ کر رہے ہیں۔ (شرح نووی۔ صحیح مسلم' ج ۵' ص ۱۲۴)

{۴} صحيح مسلم' كتاب المساجد' باب استحباب التبكير بالعصر' ح ۶۲۲۔ وسنن ابی داؤد' كتاب الصلاة' باب فی وقت صلاة العصر' ح ۴۱۳۔ وسنن الترمذی' باب ماجاء فی مواقيت الصلاة' ح ۱۶۰۔ وسنن النسائی' كتاب المواقيت' باب التشديد فی تاخير العصر' ح ۵۱۰۔ ومسند احمد' ج ۳' ص ۱۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آپ نے یہ حقیقت سمجھ لی ہے تو نماز کی ایک خاص قسم {۵} اور رکن کو بھی سمجھ لیجئے اور وہ ہے سورۃ الفاتحہ کی قراءت کا مسئلہ۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کی نماز کو کئی گنا ثواب کی حامل' درجۂ قبولیت پانے والی' اور گناہوں کو مٹا دینے والی نماز کا شرف عطا فرمادے {۶}۔

{۵} امام موصوف نے سورۃ فاتحہ کی قراءۃ کو ایک "خاص قسم" کیوں قرار دیا' یہ بات مجھ پر واضح نہ ہو سکی۔ میرا خیال تھا کہ شاید امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کہنا چاہتے ہیں کہ نماز کے ارکان میں سے ایک رکن کو اچھی طرح سمجھ لو اور بالخصوص جب وہ قریب میں ہی ارکانِ نماز کے ضیاع کو ٹھونگے مارنے سے تعبیر کر چکے ہیں۔ میری اس الجھن کو سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز نے دور کر دیا اور فرمایا : "حقیقت یہ ہے کہ نماز متعدد اقسامِ عبادت پر مشتمل عبادت کا نام ہے جن کی تفصیلات کی فی الحال ضرورت نہیں اور قراءۃِ فاتحہ عبادت کی ایک قسم ہے"۔

{۶} متعدد احادیث میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' آپ نے فرمایا :

"تمہارا کیا خیال ہے کہ تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس سے غسل کرے تو کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی بچے گا؟ فرمایا : پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا :

"پانچوں نمازیں' جمعہ دوسرے جمعہ تک' رمضان اگلے رمضان تک درمیانی وقفے کے گناہ دھو ڈالتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے"۔ (صحیح مسلم)

اس مضمون کو بیان کرنے والی متعدد روایات ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین چیز جو مسئلہ فاتحہ کو سمجھنے کا دروازہ کھولتی ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم میں وارد ہے :

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ((يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى : قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴾ قَالَ اللّٰهُ : حَمِدَنِي عَبْدِي، فَإِذَا قَالَ : ﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾ قَالَ اللّٰهُ : اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِي، فَإِذَا قَالَ : ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ﴾ قَالَ اللّٰهُ : مَجَّدَنِي عَبْدِي، فَإِذَا قَالَ : ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ قَالَ اللّٰهُ : هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ : ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾ قَالَ اللّٰهُ : هٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ)) {۷}

{۷} صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ بفاتحۃ الکتاب، ح ۸۲۱۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الفاتحہ، ح ۲۹۵۳۔ سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب ترک قراءۃ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم فی فاتحۃ الکتاب۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الادب، باب ثواب القرآن، ح ۳۸۴۶۔ موطأ امام مالک، کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ خلف الامام فیما لا یجہر فیہ القراءۃ، ح ۱۸۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے {۸} اور میرے بندے کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے سوال کیا۔ سو جب بندہ کہتا ہے : ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور جب بندہ کہتا ہے : ﴿ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾

وضاحت :

مذکورۃ الصدر حدیث کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا :

"جو آدمی کوئی نماز پڑھے پھر اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ ناقص ہے اور مکمل نہیں۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ دہرائی --- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا : "ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں' پھر کیا کریں؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : "اسے دل میں پڑھ لو' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے : (اس کے بعد متن میں مذکور حدیث بیان فرمائی۔)"

{۸} امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : یہاں صلوٰۃ سے مراد واضح طور پر سورۂ فاتحہ ہی ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ اس لئے رکھا گیا کہ اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : "الحج عرفة" (حج عرفہ ہی کا نام ہے)۔ لہٰذا سورۂ فاتحہ کو صلوٰۃ قرار دینے میں نماز میں اس کے بعینہٖ واجب ہونے پر کھلی دلیل ہے۔ علماء نے کہا ہے "میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے" سے مراد معنیٰ کے لحاظ سے تقسیم ہے۔ اس لئے کہ اس کا نصف اول اللہ تعالیٰ کی تعریف' بزرگی کے بیان' ثنا اور اس کے لئے ہر طرح کی سپردگی پر مشتمل ہے۔ اور دوسرے نصف حصہ میں سوال' طلب' عاجزی اور اپنی محتاجی کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم بشرح النووی' ج ۲' ص ۱۰۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : میرے بندے نے میری ثنا کی۔ پھر جب بندہ کہتا ہے : ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ پھر جب بندہ کہتا ہے : ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : یہ بات میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے' اور میرے بندے کے لئے وہی ہے جو اس نے مانگا ہے۔ پھر جب بندہ کہتا ہے : ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ' صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ' غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : یہ میرے بندے کے لئے ہے' اور میرے بندے کے لئے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے۔"

پھر جب بندہ اس پر غور کرے اور جان لے کہ سورۃ الفاتحہ کے دو برابر نصف حصے ہیں' نصف اللہ تعالیٰ کے لئے اور وہ اس کا پہلا حصہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" تک ہے۔ اور نصف حصہ دعا پر مشتمل ہے' جس کے ذریعے بندہ اپنی دعا اور طلب کا اظہار کرتا ہے۔ اور جب بندہ غور و فکر کے بعد سمجھ لے کہ جس ذات نے اسے یہ دعا سکھائی ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اس نے حکم دیا ہے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے اور انہیں نماز کی ہر رکعت میں دہرائے۔ اور یہ کہ جب اخلاص اور حضورِ قلب کے ساتھ اس سے دعا کی جائے تو اللہ سبحانہ' وتعالیٰ نے اس کی قبولیت کی ضمانت دی ہے۔ چنانچہ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ سورۃ الفاتحہ کو اتنی ساری خصوصیات کے باوجود ترک کرنے سے لوگ اپنا کتنا بڑا نقصان کرتے ہیں۔ {۹}

{۹} امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اس بارے میں بہترین بحث کی ہے جو موتیوں سے تولنے ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قابل ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس کا سمجھنا لازم ہے۔ میں اس کا کچھ حصہ خلاصہ نقل کئے دیتا ہوں۔ لہٰذا سنئے اور اس پر غور و فکر کیجئے۔

امام موصوف نے فرمایا: یہاں نماز سے متعلق ایک دل پسند کیفیت ہے جو صرف اسی کو حاصل ہے جس کا دل قرآن کے مطالب و معانی میں اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کو سمجھ لے اور ایمان کی بشاشت سے اس کا دل معمور و منور ہو جائے۔ نمازی اللہ تعالیٰ کے ہر نام اور وصف کا نماز میں ایک خاص مقام و محل دیکھتا ہے۔ سو جب وہ اپنے ربّ تبارک و تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے دل کے ساتھ اس کی قیومیت (ہمیشہ قائم رہنے) کی صفت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور جب کہتا ہے "اللہ اکبر" تو اس کی کبریائی اور بڑائی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

آگے چل کر امام موصوف رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور جب وہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" کہتا ہے' تو اس نے ایک مضبوط قلعے اور حصار میں پناہ حاصل کرلی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اور قوت حاصل ہونے سے اس نے اپنے اس دشمن سے بچاؤ اختیار کرلیا جو نمازی کو اس کے رب سے منقطع کرنا اور اس کی حاضری سے دور کرنا چاہتا ہے' تاکہ وہ برے حال میں مبتلا ہو جائے۔ پھر جب بندہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کہتا ہے تو یہاں وہ اپنے رب کے جواب "حَمِدَنِي عَبْدِي" کا انتظار کرتے ہوئے تھوڑا سا وقفہ کرتا ہے۔ پھر جب "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کہتا ہے تو جواب "اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِي" کا انتظار کرتا ہے۔ پھر جب "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کہتا ہے تو جواب "مَجَّدَنِي عَبْدِي" کا انتظار کرتا ہے۔

اُس بندے کے دل کی لذت' اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے نفس کی خوشی کا کیا کہنا جسے اس کا رب تین دفعہ "عَبْدِي" کے لقب سے یاد کرے۔ اللہ کی قسم اگر شہوت پرستی' نفسانیت کا دھواں اور بادل نہ چھایا ہو تو وہ اپنے رب اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

➤ معبود کے ان الفاظ و اقوال (حَمِدَنِی عَبْدِی۔ اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِی۔ مَجَّدَنِی عَبْدِی) کے سرور و فرحت اور بے حد و حساب خوشی سے تڑخ جاتا اور پارہ پارہ ہو جاتا۔ پھر اس بندے کے دل پر ان تین اصولی ناموں (اللہ۔ رب اور رحمٰن) کے اسرار و رموز کے مشاہدے کا منظر کھل جاتا۔

پھر امام ابن قیم نے نماز سے متعلق باقی اقوال و کلمات کی تفصیل و تشریح فرمائی کہ جب بندہ "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" کہتا ہے تو یہاں وہ اس عظمت و بزرگی کا دل سے مشاہدہ کرتا ہے جو حقیقی اور واقعی بادشاہ کے سوا کسی کے لئے لائق نہیں ہے۔ وہ ایسے زبردست بادشاہ کا مشاہدہ کرتا ہے جس کے سامنے پوری مخلوق سرنگوں ہے اور جس کے سامنے تمام چہرے درماندہ و افسردہ و عاجز ہیں، جس کی عظمت کے سامنے بڑے بڑے جابر لوگ ذلیل ہیں، جس کے غلبے کے سامنے ہر عزیز پست ہے۔ پھر وہ اپنے دل کی آنکھ سے آسمان کے عرش (تخت) پر ایسے بادشاہ کا مشاہدہ کرتا ہے جو پوری کائنات کا خود نگہبان ہے اور جس کے غلبے کے سامنے تمام چہرے ذلیل اور پست ہیں اور سجدہ ریز ہیں۔

پھر جب بندہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کہتا ہے، تو اس میں تخلیق اور اَمر اور دنیا و آخرت کا راز مل جاتا ہے۔ یہ کلمات زندگی کی غرض و غایت اور اسے بہتر طریق سے گزارنے کے لئے بہتر وسیلے و ذریعے پر مشتمل ہیں۔ پس سب سے بڑا مقصد ربّ العالمین کی بندگی ہے۔ اور اسے صحیح اور بہتر طریق پر ادا کرنے کے لئے سب سے افضل ذریعہ اور وسیلہ رب العالمین ہی کی اعانت ہے۔ لہٰذا اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، اور اس کی عبادت پر مدد گار بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ سو اس کی عبادت سب سے اعلیٰ مقصودِ زندگی ہے، اور اس کی اعانت سب سے بڑا مدد کا ذریعہ ہے۔

یہ کلمات (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) دو قسم کی توحید پر مشتمل ہیں۔ ➤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

➤ توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الوہیت۔ بندگی کا تعلق رب اور اللہ دونوں کے ساتھ ہے۔ سو الوہیت کی بنا پر اس کی عبادت کی جاتی ہے اور ربوبیت کی بنا پر اس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور وہ سیدھی راہ کی طرف اپنی رحمت سے رہنمائی فرماتا ہے۔ پس سورت کا پہلا حصہ اس کے اسماء' اللہ' ربّ و رحمٰن' اور بندے کے اقرار' عبادت' اعانت طلبی و ہدایت طلبی پر مشتمل ہے۔ اس لئے کہ وہی اکیلا یہ سب کچھ عطا کر سکتا ہے۔ اس کی عبادت پر اس کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ اس کے سوا کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ پھر "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کے الفاظ سے دعا کرنے والا سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کے بارے میں اپنی شدید ضرورت اور حاجت پیش کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس سے زیادہ اور کسی مسئلہ کے بارے میں اتنی شدید حاجت نہیں رکھتا۔ لہٰذا وہ سیدھی راہ پر چلنے کے لئے ہدایت و رہنمائی کا ہر لحہ اور ہر دم محتاج ہے۔

پھر واضح کیا گیا کہ اس ہدایت کے اہل وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے' اور وہ لوگ اس ہدایت کے اہل نہیں ہیں جن پر غضب نازل کیا گیا۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے حق کو جان پہچان کر اس کی پیروی نہ کی۔ اس طرح ضالین اور گمراہ لوگ بھی ہدایت کے اہل نہیں ہیں' جنہوں نے بغیر صحیح علم اور صحیح طریق کے اللہ کی عبادت کی۔ پس مذکورہ بالا دونوں (مغضوب علیہم + الضالین) گروہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق و اَمر اور اس کے اسماء و صفات کی غیر علمی تفسیر میں تو مشترک ہیں' مگر انعام یافتہ لوگوں کی راہ تمام اہل باطل کی راہ سے علمی اور عملی طور پر بالکل مختلف ہے۔

پھر جب بندہ اس حمد و ثنا اور توحید و دعا سے فارغ ہوتا ہے تو اسے حکم دیا گیا کہ آمین کہہ کر اس پر مہر لگا دے' جس کی آسمان کے فرشتے بھی موافقت کریں۔ اور یہ تامین (آمین کہنا) نماز کی زینت ہے' جس طرح رفع الیدین ہے جو سُنّت کی اتباع ہے' ➤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[سورۃ الفاتحہ کا معنیٰ بیان کرنے سے پہلے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے مخاطب کو اس کی اہم ذمہ داری یاد دلانے' دینی لحاظ سے غیر مفید مشاغل اور مصروفیات سے بچانے اور تحریکِ عمل کی خاطر درج ذیل چار اشعار درج کئے ہیں' جن میں سے پہلا شعر تو "هيّئوك" کی بجائے "رشّحوك" کے لفظ کے ساتھ دیوان طغرائی ص ۵۶ پر "لامية العجم" نامی نظم کا آخری شعر ہے۔ مگر بعد والے تین شعر کہنے والا شخص نامعلوم ہے۔][۱۰]

۱- قد هيّئوك لأمرٍ لو فطنتَ له
فاربأ بنفسك أن ترعى مع الهملِ
۲- وأنت في غفلةٍ عمّا خُلِقْتَ له
وأنت في ثقةٍ من وثبة الأجلِ
۳- فزكِّ نفسَك ممّا قد يدنسها
وَاخترلها ما ترٰى من خالصِ العَملِ
۴- أأنتَ في سكرةٍ أم أنت منتبهًا؟
أم غرّك الأمنُ أم أُلهيتَ بِالأملِ؟

ترجمہ :

(۱) انہوں نے (قضاوقدر نے) تجھے ایک امر عظیم کے لئے پیدا کیا ہے۔
کاش کہ تو اسے سمجھ لے۔ پس تو اپنے نفس کو چرواہے کے بغیر بے مہار

➤ اللہ کے حکم کی تعظیم ہے' دونوں ہاتھوں کی بندگی ہے اور ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کی علامت ہے۔ امام موصوف کا مختصر کلام ختم ہوا' جو ان کی کتاب "الصلاة وحكم تاركها" ص ۱۷۱-۱۷۶ سے اخذ کیا گیا ہے۔

{۱۰} افادہ از مترجم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹوں کے ساتھ چرنے چگنے سے محفوظ رکھ (بے کار مشاغل میں اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کر۔)

(۲) جس کام کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے اس سے تو غفلت میں ہے' حالانکہ تو موت کے اچانک حملے کی سخت گرفت میں ہے۔

(۳) اپنے نفس کو اسے میلا کرنے والی چیز سے پاک رکھ اور اس کے لئے تو خالص اور پاکیزہ عمل کو اختیار کر۔

(۴) کیا تو مدہوشی میں مبتلا ہے یا خبردار ہے؟ یا تجھے امن و راحت نے دھوکہ دے رکھا ہے۔ یا امیدوں نے تجھے غافل کر دیا ہے؟۔

اب میں اس عظیم الشان سورۃ کے کچھ معانی بیان کرتا ہوں۔ شاید کہ تُو دل کی کامل توجّہ کے ساتھ نماز ادا کرے اور تیرا دل ان الفاظ کی حقیقت اور معانی کو جان لے جو تیری زبان سے ادا ہوں۔ اس لئے کہ جو بات زبان سے ادا کی جائے اور اس پر دل کو یقین و اعتقاد حاصل نہ ہو' ایسا عمل نیک اور صالح نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾

(الفتح : ۱۱)

"وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔"

میں استعاذہ اور بسم اللہ کا اختصار کے ساتھ معنی بیان کرنے سے ابتدا کرتا ہوں۔

﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ﴾ کا معنیٰ ہے : میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' اور اس کے ساتھ وابستگی اور پختہ تعلق اختیار کرتا ہوں' اور اس کی حفاظت میں اس دشمن سے بچاؤ اور پناہ چاہتا ہوں' تا کہ وہ مجھے میرے دین و دنیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نقصان نہ پہنچائے اور مجھے اس عمل سے نہ روکے جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے' یا مجھے اس عمل کی ترغیب نہ دے جس سے مجھے روکا گیا ہے۔ اس لئے کہ بندہ جب نماز یا قراءۃ القرآن وغیرہ کسی بھی اچھے عمل کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ وہ آدمی کو بھلے کاموں کی انجام دہی سے روک دے۔ نیز تمہارے لئے شیطان کو دفع کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے۔ جیسے کہ ارشاد ربانی ہے :

﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾

(الاعراف : ۲۷)

"یقیناً وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔"

پھر جب تو نے اللہ سے اس کی پناہ طلب کی اور اس سے پختہ لگاؤ اور وابستگی اختیار کر لی' تو یہ امر دل کی پوری توجہ اور انابت کا سبب بن گیا۔ لہٰذا استعاذہ کے کلمات کا مفہوم و معنیٰ اچھی طرح جان لے اور انہیں صرف زبان ہی سے ادا کرنے پر اکتفانہ کر جس طرح اکثر لوگوں کا یہ طرز عمل ہے {۱۱}۔

{۱۱} جب تو نے اس کلمہ کے معنی پر غور و فکر کیا اور اس کی قدر و قیمت کو جان لیا تو ان مقامات پر غور کر جن میں اللہ تعالیٰ نے استعاذہ کا حکم دیا ہے---ارشادِ ربانی ہے : ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ "اور جب تجھے شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر"۔

(الاعراف : ۲۰۰ و حم السجدہ : ۳۶)

ارشادِ خداوندی ہے : ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ (النحل : ۹۸) "پس جب تو قرآن کریم پڑھنے لگے تو ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَسملہ یعنی ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کا معنیٰ اور مفہوم یہ ہے کہ میں اس کام' قراءۃ یا دعا وغیرہ کا آغاز کرتا ہوں ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ "اللہ کے نام سے"۔ اپنی توفیق و استعداد اور طاقت سے نہیں' بلکہ میں یہ کام اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے بابرکت اور بلند و برتر نام کے واسطہ سے کرتا

➤ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر۔"

اسی طرح فرمان باری ہے : ﴿وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ۝﴾ (المومنون : ۹۷-۹۸)
"اور اے نبیؐ کہہ دیجئے : اے میرے رب میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

اور جب تو عمران کی بیوی کی دعا پر غور کرے گا جس کی آنکھوں سے اپنی بچی (مریم) کو دیکھ کر آنسو امڈ آئے تھے اور اس نے دعا کے لئے درج ذیل کلمات سے اچھے اور بہتر کوئی اور الفاظ نہ پائے تھے : ﴿وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ (آل عمران : ۳۶) "اور بے شک میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں"۔ مذکورہ بالا پوری بحث پر غور کرنے سے تُو استعاذہ کا مفہوم اور معنیٰ اچھی طرح سمجھ لے گا۔

امام ابن کثیر اپنی تفسیر ج ۱' ص ۱۴ پر رقم طراز ہیں کہ "استعاذہ کا فائدہ یہ ہے کہ وہ منہ کو ہر طرح کی بے ہودہ اور فضول باتوں سے پاک کر دیتا ہے اور اسے معنوی خوشبو سے معطر کر دیتا ہے' اور انسان تلاوتِ کلام اللہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے' اور یہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا بہترین ذریعہ ہے' اور اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت کا اعتراف بھی اور بندے کی کمزوری و عاجزی کا اعلان بھی کہ وہ خود اُس باطنی دشمن کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے' بس اللہ تعالیٰ اسے بھگا سکتا ہے کیونکہ اس نے شیطان کو پیدا کیا ہے اور شیطان کا عالم یہ ہے کہ اسے کسی طرح ٹہلایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی انسانی دشمن کی طرح اچھے اسلوب اور برتاؤ سے ٹالا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ اور یہ عمل یعنی بسم اللہ کہنا دین و دنیا کے ہر کام کی ابتدا میں ضروری اور مشروع ہے۔

پھر جب تو نے اپنے دل میں یہ بات جاگزیں کر لی کہ تیرا قراءۃ کا آغاز کرنا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے' اپنی ہمت اور قوت سے بریت ظاہر کرتے ہوئے ہے تو یہ اعتراف حضورِ قلب اور ہر بھلائی کے عمل میں رکاوٹوں کو دور کرنے کا بہت بڑا سبب ثابت ہو گا۔

﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ یہ دونوں اسم رحمت سے مشتق ہیں۔ ان میں ایک نام دوسرے نام سے زیادہ رحمت کو شامل ہے' جیسے علّام اور علیم کا معاملہ ہے کہ علّام میں علیم سے زیادہ علم کی وسعت پائی جاتی ہے۔ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ہے : یہ دونوں نام نرمی اور رحمت پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے ایک نام دوسرے کی نسبت رحمت میں بہت زیادہ ہے۔

رہی فاتحہ تو وہ سات آیات ہیں' ساڑھے تین آیات اللہ کے لئے ہیں {۱۲}

{۱۲} تفسیر الدر المنثور تالیف الامام السیوطی ج ۱' ص ۶-۷ اور امام طبرانی نے الاوسط میں اُبی بن کعب سے روایت کیا ہے :

((عَنْ اُبَیّ ابنُ کعب قال : قَرَأَ رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فاتحۃَ الکتابِ ثُمَّ قال : قَالَ رَبُّکُمْ : "یَا ابْنَ آدَمَ اَنْزَلْتُ عَلَیْکَ سَبْعَ آیَاتٍ ثَلاثٌ لِی وَثَلاثٌ لَکَ وَوَاحِدَۃٌ بَیْنِی وَبَیْنَکَ' فَاَمَّا الَّتِی لِی فَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○﴾ وَالَّتِی بَیْنِی وَبَیْنَکَ ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○﴾ مِنْکَ الْعِبَادَۃُ وَعَلَیَّ الْعَوْنُ لَکَ' وَاَمَّا الَّتِی لَکَ ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ساڑھے تین آیات بندے کے لئے ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہے۔ سو جان لے کہ حمد کسی اختیاری خوبی احسان اور نیکی پر تعریف کرنے کا نام ہے۔ لہٰذا شیخ موصوف نے "ثناء باللسان" کہہ کر ثناء بالفعل کو حمد کے مفہوم سے الگ کر دیا ہے۔ اس لئے کہ عملاً ثنا اور تعریف کرنے کو زبانِ حال سے تعریف کرنے کا نام دیا جاتا ہے۔ اور یہ شکر کی ایک قسم ہے۔

اور شیخ کا یہ قول : اختیاری نیکی' خوبی اور احسان' سو اس سے مراد یہ ہے کہ جو خوبی یا نیکی انسان اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ رہی وہ خوبی جس

➢ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾

"حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ پڑھی۔ پھر فرمایا : تمہارے رب نے فرمایا ہے : اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ پر سات آیات نازل کی ہیں' تین میرے لئے اور تین تیرے لئے ہیں۔ اور ایک آیت میرے اور تیرے درمیان (نصف نصف تقسیم) ہے۔ پس جو آیات میرے لئے ہیں وہ یہ ہیں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ اور جو آیت میرے اور تیرے درمیان (نصف نصف تقسیم) ہے' وہ ہے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ تیری طرف سے عبادت اور بندگی کا اعتراف ہے اور مجھ پر تیری مدد کرنا ہے۔ اور رہیں وہ آیات جو تیرے لئے ہیں وہ یہ ہیں: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ' غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ یعنی "ہمیں سیدھا راستہ دکھا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا' جو معتوب نہیں ہوئے اور جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انسان کے اپنے ارادے اور کارکردگی کا کوئی دخل نہ ہو' جیسے کہ فطری حسن و جمال اور اسی طرح کی کوئی اور خوبی تو اس پر جو تعریف و ستائش کی جائے گی اسے حمد کی بجائے مدح کا نام دیا جاتا ہے۔ حمد اور شکر کے درمیان فرق یہ ہے کہ حمد محمود (جس کی تعریف مقصود ہو) کی خوبیوں اور محاسن کے ذکر کے ساتھ مدح و ثناء کو شامل ہے' چاہے تعریف کرنے والے پر اور حمد کرنے والے پر محمود نے کوئی احسان کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور حمد کرنے والے پر کسی احسان کے جواب میں شکر کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں حمد شکر کی نسبت عام ہے۔ اس لئے کہ شکر تو منعم کی طرف سے احسان و انعام حاصل ہونے پر کیا جاتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ کی حمد تو اس کے تمام اچھے ناموں کے ضمن میں بھی کی جاتی ہے' اور اس نے دنیا اور آخرت میں جو بھی تخلیق کی ہے اس پر بھی وہ حمد کے لائق ہے۔ اس لئے اس نے فرمایا ہے :

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ (الاسراء:۱۱۱)

"سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اولاد اختیار نہیں کی۔"

ان کلمات میں کسی پر احسان و انعام کا ذکر نہیں ہے۔ اور فرمایا :

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾

(الانعام : ۱)

"سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔"

متعدد آیات میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

رہا شکر کا معاملہ تو وہ انعام و احسان کے حاصل ہونے پر ادا کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ حمد کی نسبت خاص ہے۔ مگر شکر کی ادائیگی دل' ہاتھ اور زبان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے ہوتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے : ﴿اِعْمَلُوا آلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ "اے آلِ داؤد! شکرانے کے طور پر تم اچھے عمل کرو"۔ جبکہ حمد صرف دل اور زبان سے ہی کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے شکر اپنی مختلف صورتوں کی بنا پر حمد کی نسبت زیادہ عام ہے اور حمد اپنے اسباب کے لحاظ سے زیادہ عام ہے۔ (یعنی حمد کا اظہار و ادائیگی تو ہر حال میں لازم ہے' جبکہ شکر کی ادائیگی مخصوص حالت پر لازم ہوتی ہے۔)

﴿اَلْحَمْدُ﴾ میں الف اور لام استغراق کے لئے ہیں۔ یعنی حمد کی تمام اقسام کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی حمد کی کسی بھی صورت کا حقدار نہیں ہے۔ وہ امور جن میں کسی مخلوق کا کوئی عمل دخل ہی نہیں ہے' جیسے کہ انسان کی پیدائش' کانوں' آنکھوں' دل' آسمانوں کی تخلیق' زمین کی تخلیق اور سامانِ روزی کے مختلف اسباب وغیرہ تو یہاں کوئی ابہام نہیں ہے' بلکہ یہ امر واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی حمد نہیں کی جا سکتی۔ رہا معاملہ مخلوق کی تعریف و ثناء کا' جیسے کہ نیک لوگ' انبیاء و مرسلین کی تعریف اور اُس شخص کی تعریف جس نے کوئی نیکی یا احسان کیا ہو' خصوصاً جب اس نے نیکی اور احسان کا معاملہ تیرے ساتھ کیا ہو' تو اس پر اس کی تعریف کرنا فطری امر ہے۔ مگر یہ تعریف و ثنا بھی فی الحقیقت اللہ ہی کی حمد و ثنا ہو گی۔ اس لئے کہ اسی نے اس نیکی اور احسان کرنے والے کو پیدا کیا ہے اور اسی نے وہ اسباب مہیا کئے ہیں جن کی مدد سے اس نے احسان کیا ہے۔ اسی نے اس کے دل میں اس کام کی چاہت پیدا کی اور ارادے کو انجام دینے کی طاقت عطا کی ہے۔ اس اعتبار سے یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم ہے' جس سے انسان نیکی اور معروف کام کرنے کی صلاحیت پاتا ہے۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر اسباب میں ذرا سا خلل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقع ہو جائے تو اس کی حمد و ثناء کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔ اس لحاظ سے حمد پوری کی پوری فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

ارشادِ ربانی : ﴿لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سو "اللہ" ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کا اسم علَم یعنی ذاتی نام ہے۔ لفظ "اللّٰه" کا اصل "الاِلٰهُ" یعنی حقیقی معبود ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے : ﴿وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ﴾ (الانعام : ۳) یعنی وہی آسمانوں میں معبود ہے اور وہی زمین میں معبود ہے۔ ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ (مریم : ۹۳)

"رَبّ" کا مفہوم و معنیٰ : ہر چیز کا مالک اور اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے والا' کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ "اَلْعٰلَمِيْن" : اس کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز شامل ہے۔ پس ہر چیز' فرشتے' نبی' انسان' جن وغیرہ اُس کی مِلک ہیں۔ وہ ان سب پر قاہر اور زبردست ہے۔ وہ جو چاہے ان میں تصرف کر سکتا ہے۔ وہ سب فقیر اور اس کے محتاج ہیں۔ سب کے سب اپنے تمام امور و معاملات اسی ایک وحدہٗ لاشریک کے سپرد کرتے ہیں۔ وہ غنی اور بے نیاز ہے۔

اس کے بعد ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کا ذکر ہے۔ ایک دوسری قراءة میں ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ بھی ہے۔ پس قرآن مجید کی پہلی سورة "الفاتحہ" کے ابتداء میں الوہیت' ربوبیت اور مِلک کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کی آخری سورة "الناس" میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔ فرمایا : ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○﴾ {۱۳}

{۱۳} سورة الناس آیت ۱۔۳ میں مذکور عظیم معانی کی وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل چارٹ ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ربّ تبارک وتعالیٰ کے یہ تینوں اوصاف ہیں' جن سب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ابتدا میں مسلسل ایک ہی مقام پر ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح قرآن کے آخر میں بھی یہی اوصاف تیرے کانوں کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ سو اُس شخص کے لئے جو اپنے نفس کی خیر خواہی چاہتا ہے یہی لائق ہے کہ وہ ان مواقع پر غور کرے اور ان کی تحقیق میں اپنی پوری کوشش صرف کردے' اور جان لے کہ اس علیم و خبیر ذات نے انہیں قرآن کے شروع اور آخر میں اس لئے جمع کیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے لئے ان الفاظ و حقائق کو جاننے اور ان صفات کے فرق کو سمجھنے کی شدید ضرورت کو جانتا ہے۔ پس ان میں سے ہر صفت کا معنیٰ دوسری صفت کے معنیٰ سے بالکل مختلف ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے : "مُحَمَّدٌ رسولُ اللّٰہ' وخاتم النَّبِیِّین' وسَیِّدُ وُلْدِ آدم" سو یہاں بھی ہر صفت کا معنیٰ دوسرے وصف کے معنی سے یکسر مختلف ہے۔

جب تو پہچان لے کہ اللہ کا معنی الالٰہ ہے اور الالٰہ کا معنی معبود ہے' پھر تو اللہ کے لئے دعا کرے یا اسی کے لئے کوئی جانور ذبح کرے' یا اسی کے لئے کوئی نذر مانے تو تم نے فی الحقیقت اللہ کو پہچان لیا۔

➤ پر غور فرمالیں۔ جناب الشیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے ان معانی کو پہلے اجمالاً اور پھر تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔

السورۃ	اقرارِ الوہیت	اقرارِ ربوبیت	اقرارِ ملکیت
سورۂ فاتحہ کے ابتداء میں	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	رَبِّ الْعَالَمِینَ	مَالِکِ یَوْمِ الدِّین
	تمام حمد و ثنا اللہ کیلئے	تمام جہانوں کا پالنے والا	یوم حساب کا مالک
سورت الناس کا آخر	اِلٰہِ النَّاسِ	رَبِّ النَّاسِ	مَلِکِ النَّاسِ
	تمام لوگوں کا الٰہ	تمام لوگوں کا پالنے والا	تمام لوگوں کا مالک و بادشاہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب تو کسی اچھی یا بری مخلوق کو پکارے گا' اس کے لئے کوئی جانور ذبح کرے گا یا اس کی نذر مانے گا تو گویا تو نے یہ یقین کر لیا کہ وہی معبود ہے۔ پس جس شخص نے اپنی عمر کے تھوڑے سے حصے میں شمسان {۱۴} یا تاج کو اپنی دعا اور پکار کے لائق جانا تو اس نے بنو اسرائیل ہی کی طرح اللہ کی پہچان کی۔ جیسا کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد تھوڑے سے عرصہ میں بچھڑے کی عبادت شروع کر دی تھی۔ پھر جب ان پر واضح ہو گیا کہ وہ بچھڑا ان کا معبود نہیں ہے تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے التجا شروع کر دی' جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے :

﴿ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ

{۱۴} شمسان' محمد بن شمسان تھا۔ اس کے بیٹے لوگوں کو حکم دیتے تھے اور انہیں اکساتے تھے کہ وہ اس کی نذر مانیں اور اس میں ولایت اور شفاعت کا عقیدہ رکھیں۔ تاج بھی ایسی ہی شخصیت تھی جس میں لوگ ولایت کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس کے پاس اپنی حاجات برآری کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور وہ خرج شہر سے درعیہ میں لوگوں سے جمع کی ہوئی نذروں کو لینے آیا کرتا تھا۔ اس سے حُکامِ وقت خوفزدہ رہتے تھے اور لوگ اس کے اعوان و انصار اور معتقدین سے ڈرتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے کہ وہ نابینا ہونے کے باوجود اپنے شہر سے بغیر کسی رہنما کے ان کے پاس آتا ہے۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی من گھڑت حکایات لوگوں میں معروف تھیں' جن کی وجہ سے وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے تھے۔ شمسان اور تاج کی طرح یوسف اور ادریس کا بھی ایسا ہی سلسلۂ پیری مریدی قائم تھا۔ الشیخ الامام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اور بھی بہت سے گمراہ کرنے والے لوگوں کا اپنے رسائل میں ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (الاعراف : ۱۴۰)

"اور جب وہ اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے : اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں معاف نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔"

رہا "رب" کا مفہوم تو رب کا معنی مالک اور متصرف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے' اور وہ اس میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار رکھتا ہے اور یہی حق ہے۔ اس کا اقرار تو بتوں کے پجاری مشرکین نے بھی کیا ہے' جن کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے جہاد و قتال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اقرار کا قرآن کریم میں کئی مقامات پر ذکر کیا ہے' جیسے کہ سورۂ یونس میں ذکر ہے :

﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝﴾ (یونس : ۳۱-۳۲)

"(اے نبی) کہہ دیجئے تمہیں آسمان و زمین سے کون رزق دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور زندہ چیز سے مردہ کو اور مردہ چیز سے زندہ کو کون نکالتا ہے؟ اور (کائنات) کے معاملہ کی تدبیر کون کرتا ہے؟ جلد ہی وہ کہیں گے "اللہ"۔ تو کہہ دیجئے تو کیا (پھر بھی) تم ڈرتے نہیں (اور پرہیز گار نہیں بنتے) پس یہی اللہ تمہارا سچا رب ہے۔ تو حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے؟ پھر اب تم کدھر کو پھرائے جا رہے ہو؟"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جو شخص اپنی مصیبت کو دور کرنے اور اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے اللہ کو پکارے، پھر اس بارہ میں کسی مخلوق کو بھی پکارے، خصوصاً اگر وہ مخلوق کو پکارنے کے ساتھ بندگی کے لحاظ سے اپنے نفس کی اس کے ساتھ نسبت کر دے، جیسے وہ کہے کہ فلاں آدمی تیرا بندہ ہے، علی کا بندہ ہے، زبیر کا بندہ ہے یا نبی کا بندہ ہے، اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے ساتھ ساتھ اس مخلوق کی بندگی کا بھی اقرار کرے، تا کہ وہ اسے بھلائی عطا کرے اور اپنے آپ کو اس کا بندہ کہتے ہوئے یہ بھی چاہے کہ وہ اس سے شر اور تکلیف کو دور کر دے، تو بے شک اس نے اس مخلوق کے ربّ ہونے کا اقرار کر لیا{۱۵}

{۱۵} امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ اپنے آپ کو غیر اللہ کا بندہ قرار دیتے تھے۔ کچھ لوگ اپنا نام عبد الکعبہ رکھتے تھے، بعض لوگ عبد شمس کہلاتے تھے، بعض عبد اللات، عبد العزیٰ، عبد منات وغیرہ نام رکھتے تھے۔ اور اس طرح وہ اپنی بندگی کی نسبت غیر اللہ یعنی سورج، بت یا کسی بشر وغیرہ کے ساتھ کرتے تھے، جنہیں وہ اللہ کا شریک سمجھتے تھے۔ نصرانی عبد المسیح وغیرہ نام رکھتے تھے۔ اسی طرح غالی رافضی اور انہی کی طرح کے لوگ اپنے مشائخ اور بزرگوں کے ساتھ اپنی بندگی کی نسبت کرتے ہیں۔

امام موصوف نے فرمایا : شریعتِ اسلامیہ جو اللہ وحدہٗ لا شریک کا دین ہے اس کی تعلیمات ہیں کہ مخلوق کو اپنے آپ کو اپنے رب کا بندہ قرار دینا چاہئے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے طریق اختیار کیا ہے، مشرکانہ ناموں کو اسلامی ناموں میں تبدیل کر دینا چاہئے اور کافرانہ ناموں کو ایمانی ناموں سے بدل دینا چاہئے۔ عام طور پر رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ اور عبد الرحمٰن نام تجویز کئے ہیں۔ (مجموعہ الفتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۱، ص ۳۷۸-۳۷۹)

امام ابو محمد بن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : علماء ہر اس نام کو حرام قرار ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ کے کامل ربّ العالمین ہونے کا اس نے فی الحقیقت اقرار ہی نہیں کیا بلکہ اس کی ربوبیت کے ایک حصے کا اس نے انکار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے اپنے نفس کی خیر خواہی کی' اور ان اہم امور کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اور اس نے اہل علم کے کلام کے بارے میں سوال اور تحقیق و جستجو کی' کہ اہل علم ہی سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں۔ کیا اہل علم نے

➤ دینے میں متفق ہیں جس میں غیر اللہ کے ساتھ بندگی کی نسبت کی گئی ہو۔ جیسے عبدالعزیٰ' عبد ہبل' عبد عمرو' عبدا لکعبہ وغیرہ' سوائے عبدالمطلب کے۔ (مراتب الاجماع ابن حزم' ص ۱۵۴)

امام ابن قیمؒ نے امام ابن حزم کے صرف عبدالمطلب کو مستثنیٰ قرار دینے پر گرفت کی ہے اور کہا ہے کہ صحابہؓ بنو عبد شمس' بنو عبدالدار وغیرہ نام رکھتے تھے اور نبی ﷺ نے ان پر انکار نہیں کیا۔ لہٰذا خبر دینے کا معاملہ نیا نام تجویز کرنے سے زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ یعنی کچھ لوگوں کے متعلق یہ خبر دینا کہ وہ عبد شمس کی اولاد میں سے ہیں جائز ہے' مگر خود ایسے نام رکھنا حرام ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن باز نے امام ابن قیم رحمہ اللہ کی اس گرفت پر بحث کی ہے' کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ کی یہ گرفت محلِ نظر اور قابلِ اعتراض ہے۔ وہ یہ کہ ابن حزم عبدالمطلب نام رکھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹے عبدالمطلب بن ربیعہ کا نام نہیں بدلا تھا۔ اور امام ابن حزم کا مقصود یہ نہیں ہے کہ غیر اللہ کے ساتھ بندگی کی نسبت رکھنے والے ناموں سے سوائے عبدالمطلب کے خبر دینا منع ہے۔ اس لئے کہ اس میں کوئی دینی حرج نہیں ہے اور ہم اہل علم کے درمیان اس کے جواز کے بارے میں کوئی اختلاف بھی نہیں جانتے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت صحیح احادیث میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ کی اس طرح تفسیر کی ہے یا نہیں؟

رہا "مٰلِكِ" کا مفہوم و معنیٰ تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر جلد ہی بات ہو گی اور یہ کہ اُس کا ارشاد ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾----اور دوسری قراءۃ میں ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ بھی ہے۔ سو اس کا معنی تمام مفسرین کے نزدیک وہی ہے جس کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر کی ہے' فرمایا :

﴿ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَا اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝ ﴾ (الانفطار : ۱۷-۱۹)

"اور آپ کو کیا معلوم ہے کہ "یوم الدین" سے مراد کیا ہے۔ پھر آپ کو کیا معلوم ہے کہ یوم الدین کیا ہے؟ اس دن کوئی نفس کسی نفس کے لئے کوئی اختیار نہیں رکھے گا' اور حکم و فیصلہ اس دن اللہ ہی کا ہو گا۔"

جس شخص نے اس آیت کی تفسیر کو سمجھ لیا اور اختیار و بادشاہی کی اس دن کے ساتھ تخصیص کو بھی سمجھ لیا' حالانکہ اللہ تعالیٰ اس دن صرف اس دن کا ہی نہیں بلکہ ہر چیز کا مالک ہو گا' وہ جان لے گا کہ مِلک و اختیار کی "یوم الدین" کے ساتھ تخصیص ایک بہت بڑے اور اہم مسئلہ کی بنیاد ہے' اور وہ یہ ہے کہ اسی حقیقت کی صحیح معرفت اور علم کی بنا پر کوئی شخص جنت میں داخل ہو گا اور اس کی حقیقت سے بے خبر آدمی ہی جہنم میں داخل ہو گا{۱۶}۔

{۱۶} غلط عقیدہ رکھنے والے لوگوں میں یہ خیالات عام پائے جاتے ہیں کہ چونکہ ہم فلاں پیر و مرشد اور ولی کے معتقد ہیں اور ان کی بیعت کر چکے ہیں لہٰذا وہ قیامت کے دن ہمیں اللہ تعالیٰ کی گرفت اور باز پرس سے بچائیں گے۔ باطل اور گمراہ قسم کے درویشوں' مجاوروں اور ملنگوں نے ایسے غلط خیالات اپنے مریدوں کے دلوں میں جاگزیں کر ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایسا عظیم اور اہم مسئلہ ہے کہ اگر آدمی اس کی تحقیق و جستجو اور شرح و تفسیر میں بیس سال سے بھی زیادہ کا عرصہ سفر میں گزار دے تو اس کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ کہاں یہ معنیٰ و مفہوم؟ اور کہاں ایمان لانے کا عظیم معاملہ؟ اور پھر ایمان بھی اس طرح جس طرح قرآن حکیم نے تفصیلات بیان کی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اس کی تفسیر میں کافی ہے : ((یَافَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَا اُغْنِی عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا))[۱۷] "اے فاطمہ محمد (صلی

➢ رکھے ہیں کہ تم ہماری نذر و نیاز اور خدمت کرتے رہو' ہم قیامت کے دن تمہاری نجات کے ذمہ دار ہیں۔ نماز' روزہ اور دیگر نیک اعمال کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں (معاذ اللہ)۔۔ ﴿مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ کے الفاظ سے ان کے فاسد عقائد کی جڑ کاٹ دی گئی ہے کہ قیامت کے دن بے دین اور بد عمل مجاوروں اور گمراہ صوفیوں کی تو بات ہی کیا ہے' وہاں تو انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام حتیٰ کہ خاتم النبیین محمد ﷺ کو بھی کسی کے بارے میں کوئی اختیار نہیں ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کو دَم مارنے کی مجال نہیں ہو گی۔ (افادہ از مترجم)۔

{۱۷} بخاری' نسائی اور دارمی سب نے ان الفاظ میں روایت کی ہے : ((یَافَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِینِی مَا شِئْتِ لَا اُغْنِی عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا)) "اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی (مالِ دنیا میں سے) جو تو چاہے مجھ سے مانگ لے' مگر میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔"

امام احمد نے اپنی مسند (ج ۲' ص ۵۱۹) میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے : ((یَافَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِی نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّی لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا)) "اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی اپنی جان کو آگ سے بچا لے' اس لئے کہ میں یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی! میں اللہ کے حضور تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔"

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ کی واضح تعلیمات و ہدایات کے مقابلے میں قصیدہ بردہ {۱۸} کہنے والے کے درج ذیل اشعار قابل غور ہیں' جو لوگوں میں خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے مشہور ہیں :

۱۔ وَلن یضیق رسولَ اللّٰہِ جاھکَ بی
اذا الکریم تحلّٰی باسِم منتقمِ

{۱۸} صاحب قصیدہ بردہ محمد بن سعید الصنہاجی البوصیری مصر سے بنو سویف سے ہے۔ اس کے دیوان (الکواکب الدّریۃ فی مدح خیر البریّۃ) کا ایک مشہور قصیدہ جو "قصیدۂ بردہ" کے نام سے مشہور ہے۔ قصیدہ بردہ نام رکھنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بوصیری کے خیال میں اس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے اس پر چادر ڈالی۔ اس چادر کی برکت سے اس نے قصیدۂ بردہ کے اشعار کہے۔ بُردہ کا ذکر ایک سو ساٹھ اشعار میں موجود ہے۔ اگر اس قصیدے میں باقی اشعار کے علاوہ صرف درج ذیل دو اشعار ہی ہوتے تو شرک کی دلدل میں پھنسنے کے لئے یہی دونوں کافی تھے :

۱۔ یا اکرمَ الْخلقِ مالی مِن اُلوذبہٖ
سواکَ عند حلولِ الحادثِ العِممِ

۲۔ فانّ مِن جودکَ الدّنیا وَوَفریّھا
وَمن عُلومکَ عِلمُ اللّوحِ وَالقَلمِ

ترجمہ : "اے ساری مخلوق سے زیادہ شریف اور معززا میں تیرے سوا عام حوادث اور مصائب کے وقت کس کی پناہ حاصل کروں۔

دنیا اور اس کے مال و متاع کی کثرت تیرے ہی جود و کرم سے ہے۔ اور لوح و قلم کا علم تیرے ہی علم میں سے ماخوذ ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ فإنّ لي ذمة منه بتسميتي
محمدًا وهو أوفى في الخلق بالذمم

۳۔ إن لم يكن في معادي آخذًا بيدي
فضلاً و إلاّ فقل يا زلّة القدم

(۱) (اے میرے مخالف) تیری شان و شوکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے خلاف تنگ دل اور ناراض نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ صاحبِ کرم تو غصے اور انتقام کی حالت میں بھی شیرینی طبع اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

(۲) پس محمد (ﷺ) کہنے کی وجہ سے آپ ؐ پر میری ذمہ داری ہے اور وہ پوری مخلوق سے زیادہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے ہیں۔

(۳) اگر آخرت میں انہوں نے میری دستگیری نہ کی اور اپنے فضل و کرم سے میرا ہاتھ نہ پکڑا تو پھر قدم کی لغزش اور پھسلنا ہی میرا مقدر رہو گا۔

اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرنے والے آدمی کو ان اشعار اور ان کے معنیٰ پر غور کرنا چاہئے۔ نیز ان لوگوں پر بھی غور کرنا چاہئے جو اس قصیدے کی وجہ سے اپنی راہ کھوٹی کر چکے ہیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھیں جو عالم ہونے کے دعویدار ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت پر اس قصیدے کی تلاوت کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیا اس قصیدے کو صحیح اور سچا جاننے والے کے دل میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی سچائی جگہ بنا سکتی ہے؟ ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ﴾ "اُس دن کوئی نفس کسی نفس کے لئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھے گا اور اُس دن حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا"۔ اور نبی پاک صلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی سچائی اس کے دل میں کیسے جگہ پا سکتی ہے؟ ((یَافَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَا أُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا)) "اے فاطمہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی! میں اللہ کے حضور تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا"۔ نہیں، اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اِلّا یہ کہ اس کا دل درج ذیل باتیں صحیح تسلیم کر لے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی سچے اور فرعون بھی سچا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی حق پر ہیں سچے ہیں اور ابو جہل بھی سچا اور حق پر ہے۔ ایسے ہی موقع کے لئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَاللّٰہِ مَا استویا وَلن یتلاقیا
حتّٰی تشیبَ مفارق الغربانِ

"اللہ کی قسم دونوں برابر نہیں ہو سکتے اور ہرگز باہم نہیں مل سکتے یہاں تک کہ کوؤں کے سروں کا درمیانی حصہ سفید ہو جائے"۔{۱۹}

پس جس شخص نے اس مسئلہ کو سمجھ لیا اور قصیدہ بردہ کو جان لیا، اور ﴿مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ کی حقیقت کو سمجھنے کے ساتھ قصیدہ بردہ کو سمجھ لیا، اور ان لوگوں کو بھی جان لیا تو وہ اِس دور میں اسلام کی اجنبیت، نامانوسیت اور کسمپرسی کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ نیز ہمارے ساتھ فاسد عقائد والوں کی دشمنی اور ہمارے جان و مال اور عزت و ناموس کو حلال جاننے اور بے حرمتی

{۱۹} کیونکہ کوؤں کے سر درمیان سے کبھی سفید نہیں ہو سکتے۔ اس لئے دو مختلف اور متضاد چیزوں کی برابری اور ملاپ کی نفی ان کے ذکر سے کی گئی۔ اور غیر ممکن الحصول چیز کو دوسری چیز کے وجود کی شرط قرار دیا گیا۔ یہ شعر امام ابن القیم رحمہ اللہ کے قصیدہ (الکافیۃ والشافیۃ فی انتصار للفرقۃ الناجیۃ) سے لیا گیا ہے، جو امام موصوف کے قصیدہ نونیہ کے نام سے مشہور ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاملہ کو بھی جان سکتا ہے۔ اس دشمنی کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ ہم نے انہیں پہلے کافر کہا یا ان سے قتال کیا' تب انہوں نے جواباً ہمارے ساتھ یہ دشمنی کی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں کافر کہنے اور ہمارے ساتھ جنگ کرنے کی ابتداء کی ہے---- درحقیقت اختلاف اور جنگ کی بنیاد تو اس وقت ہی کھڑی ہو گئی تھی جب ہم نے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کی تفسیر و تشریح اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ "پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو" اور ارشادِ ربانی ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ "وہ لوگ (جو اللہ کے سوا غیروں کو) پکارتے ہیں وہ اپنے رب تک پہنچنے کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں سے کون (رب کے) زیادہ قریب ہے؟"۔ نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان : ﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ "اسی کو پکارنا حق اور درست ہے اور جو لوگ اس کے سوا (دوسروں کو) پکارتے ہیں وہ انہیں کچھ بھی جواب نہیں دیتے (ان کی کوئی دعا قبول نہیں کر سکتے)" سے کی تھی۔ کچھ اسی طرح کے معانی اور مطالب ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کے تمام مفسرین کے نزدیک مسلّم ہیں' اور ان کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفطار میں بھی کر دی ہے : ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـــًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ﴾ "اُس دن کوئی نفس کسی نفس کے لئے کچھ اختیار نہیں رکھے گا اور اُس دن حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا۔"

اے مخاطب جان لے! اللہ تعالیٰ تیری رہنمائی فرمائے' بے شک حق باطل کے مقابلے میں ہی واضح ہوتا ہے۔ جس طرح کہا گیا ہے : "وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَاءُ"۔{۲۰} پس میں نے تیرے سامنے عرصۂ دراز تک جو حقائق بیان کئے ان

{۲۰} یہ پورا شعر اس طرح ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر غور کر۔ شاید کہ تو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملّت اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سمجھ لے۔ پھر تیرا حشر ان دونوں کے ساتھ ہو اور تجھے راہِ حق سے روکا نہ جا سکے۔ نتیجتاً تجھے قیامت کے دن حوضِ کوثر سے بھی نہ روکا جائے، جس طرح اس شخص کو روک دیا جائے گا جو ان دونوں کے طریق سے اپنے کفرو شرک اور نفاق کی وجہ سے رک گیا۔ ان حقائق کو اچھی طرح سمجھ لے تا کہ تو قیامت کے دن پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جائے اور پھسل نہ جائے، جس طرح وہ شخص پھسل جائے گا جو دنیا میں ان دونوں کی راہ سے پھسل گیا اور دور رہا۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ حضورِ قلب (دل کی پوری توجہ) خوف اور عاجزی کے ساتھ سورۂ فاتحہ کی دعا پر ہیشگی اختیار کرے۔

رہا ارشادِ باری ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں"۔ پس عبادت کامل محبت،

➊ و نُذیمُھم و بھِم عرفنا فضلَہٗ
وَبِضِدِّھا تتبیَّن الاشیاءُ

"اور ہم اپنے ممدوح کے دشمنوں کی مذمت کرتے اور انہیں عیب لگاتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے ہم نے اپنے ممدوح کی فضیلت کو پہچانا ہے۔ اور اپنی مخالف و متضاد چیز کے ہوتے ہوئے ہی چیزوں کا امتیاز واضح ہوتا ہے۔"

اس شعر کا قائل ابو الطیب المتنبّی ہے جو اپنے ایک قصیدے میں ابو علی ہارون بن عبدالعزیز الدوراجی کاتب کی تعریف کرتا ہے۔

(ف) تاریکی نہ ہو تو روشنی کی قدر و منزلت نہ ہو، گرمی نہ ہو تو ٹھنڈک کا امتیاز حاصل نہ ہو، کڑواہٹ نہ ہو تو شیرینی کا لطف واضح نہ ہو، بدکار اور خبیث کا وجود نہ ہو تو نیک اور صالح آدمی کی فضیلت ظاہر نہ ہو، بخیل نہ ہو تو فیاض کی برتری ثابت نہ ہو، وعلٰی ھٰذا القیاس۔ فبضدّھا تتبیّن الاشیاء (افادہ از مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل عاجزی اور خوف و انکساری کا نام ہے۔ معنیٰ میں تاکید پیدا کرنے کے لئے مفعول بہ شروع میں رکھا گیا اور وہ "اِیَّاکَ" ہے۔ اسے اس کی اہمیت اور حصر کے پیش نظر دہرایا گیا۔ یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور یہ کامل اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار ہے' اور پورا دین انہی دو معنوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ پہلے معنیٰ سے مراد شرک سے بریت اور بیزاری ہے' اور دوسرے سے مراد گناہ اور معصیت سے بچنے اور نیکی اور اطاعت اختیار کرنے کی طاقت سے تہی دامنی کا اعتراف ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" یعنی "ہم تیری توحید و وحدانیت کے قائل و معترف ہیں"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس اقرار سے گویا آپ اپنے رب سے عہد کر رہے ہیں کہ آپ اُس کی عبادت میں کسی مقرب فرشتے' نبی اور رسول کو شریک نہیں کریں گے' جس طرح اللہ تعالیٰ نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے خطاب کے ضمن میں تمام انسانوں پر واضح فرمایا :

﴿ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۚ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ ﴾ {۲۱} (آل عمران : ۸۰)

{۲۱} رسول اللہ ﷺ کے پاس جب یہودیوں اور نجرانی عیسائیوں کے کچھ علماء آئے تو آپ ؐ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ابو رافع قرظی یہودی کہنے لگا کہ کیا آپ چاہتے ہیں جس طرح نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم کی عبادت کی ہم بھی آپ کی عبادت کریں۔ اسی طرح آئیس نامی ایک نجرانی عیسائی نے بھی یہی سوال کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا : "معاذ اللہ! نہ ہم خود خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کریں' نہ کسی اور کو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کی تعلیم دیں' نہ ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور نہ یہ کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو اپنے رب بنالینے کا حکم دے۔ کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کرنے کا حکم دے سکتا ہے؟"

پس اس آیت پر غور کریں اور جو میں نے ربوبیت کے بارے میں ذکر کیا ہے اسے اچھی طرح سمجھ لیں۔ رب ہونے کی نسبت تاج اور محمد بن شمسان کا ذکر بھی کیا۔ صحابہ کرام اگر رسولوں کے ساتھ بھی رب ہونے کی نسبت کر دیتے تو اپنے اسلام لانے کے بعد کافر ہو جاتے۔ سو اس شخص کا کیا مقام ہو گا جو تاج اور اسی طرح کے دوسرے لوگوں کے ساتھ رب ہونے کی نسبت کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" "اور ہم تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں" اس میں دو امور ہیں۔ پہلا تو اللہ تعالیٰ سے مدد کا سوال ہے' اور وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسے' اس کی نافرمانی سے بچنے کی توفیق' اور فرمانبرداری کی طاقت کی طلب اور اپنی تہی دامنی (خالی ہاتھ ہونے) کا اعتراف ہے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ہے جو کہ بندے کے نصف حصّہ فاتحہ میں سے ہے' جس کی تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔

ارشادِ ربانی ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ "ہمیں سیدھی راہ کی طرف رہنمائی فرما" یہ وہ کھلی اور واضح دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کا حصہ قرار دی گئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی' اور اپنے سوال پر اصرار کرنا ہے کہ وہ اسے یہ عظیم مطلوب و مقصود عطا فرمائے۔ جس سے زیادہ

ے میری پیغمبری کا یہ مقصد ہے اور نہ مجھے خدا کا یہ حکم ہے۔" اس پر سورۃ آل عمران کی آیات ۷۹' ۸۰ نازل ہوئیں۔ (الدرالمنثور للسیوطی' ج۱' ص۲۵۰---افادہ از مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر چیز دنیا اور آخرت میں کسی کو عطا نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے بعد ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا احسان بیان فرمایا ہے : ﴿وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا﴾ {۲۲} "اور تا کہ وہ سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائے"۔

یہاں ہدایت سے مراد توفیق دینا اور راہنمائی کرنا ہے {۲۳} بندے کو یہ

{۲۲} یہ الفاظ سورۂ فتح کی دوسری آیت کا آخری حصہ ہیں۔ دونوں آیات درج ذیل ہیں :

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝﴾

"اور بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی ہے' تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی پہلی اور بعد والی خطائیں معاف کردے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کردے اور آپ کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائے۔"

امام موصوف نے یہاں فتح سے مراد صلح حدیبیہ لی ہے--- اس کے بارے میں سورۂ فتح کی پہلی آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ نازل ہوئی ہے اور فی الواقع وہ فتح ہی تھی کہ دورانِ صلح لوگوں کو امن نصیب ہوا اور آپس میں ایک دوسرے کے میل ملاپ میں آسانی پیدا ہوئی۔ اور بے شمار لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ پھر اس کے بعد مکہ کی بڑی فتح حاصل ہوئی۔

{۲۳} سلف کے نزدیک ہدایت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ہدایتِ عامہ' اور وہ وضاحت اور رہنمائی کا نام ہے۔

۲۔ ہدایتِ خاصہ' اور وہ توفیق اور الہام یعنی صحیح طریق سکھلانے کا نام ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ارشادِ باری ﴿وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلے {۲۴} سمجھنے کے لئے اپنی ضرورت اور محتاجی پر غور کرنا چاہئے۔ پس بے شک ہدایت نفع بخش علم اور نیک اعمال کو شامل ہے، جس میں پائیداری، ہمیشگی،

> فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ﴾ "اور رہے قومِ ثمود کے لوگ تو ہم نے انہیں ہدایت کی، مگر انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھے پن کو پسند کیا" اس کے بارے میں فرمایا کہ یہاں ہدایت سے مراد وضاحت، دلالت اور عام رہنمائی ہے، جس میں سب لوگ شامل ہیں---اس میں عام طور پر سب کو ڈرانا اور سب کو یاد دہانی اور نصیحت کرنا مقصود ہے اور یہاں متقین اور غیر متقین سب کی رہنمائی کرنا مراد ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے : ﴿ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴾ "اور ہر قوم کا ایک ہادی اور رہنما ہوتا ہے۔" رہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴾ تو یہاں خصوصی اور کامل ہدایت مقصود ہے، جس سے حق کی پیروی کی توفیق اور صلاحیت حاصل ہو۔ جیسے کہ ﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴾ میں ہدایتِ کاملہ کا مفہوم شامل ہے۔ نیز ہدایت کاملہ والے معنی زیر نظر آیات میں موجود ہیں : ﴿ فَرِيقًا هَدٰى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ﴾ "ایک فریق کی اس نے کامل رہنمائی فرمائی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت اور پکی ہو گئی"۔ ﴿ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُّضِلُّ ﴾ "اور اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہیں کرتا جو (اپنے اختیارِ تمیزی سے) گمراہی اختیار کرتا ہے"۔ نیز ﴿ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ ﴾ "اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس شخص کو جو اس کی رضامندی کی پیروی کرتا ہے سلامتی کی راہوں پر چلاتا ہے۔" اس معنیٰ کی متعدد آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ، ج ۱۶، ص ۱۵۶-۱۵۷)

{۲۴} شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ہدایت کے مسئلہ کو سمجھنے کی ضرورت کے بارے میں طویل کلام کے بعد ایک نفیس بحث کی ہے۔ انہوں نے فرمایا : <

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمال اور ثابت قدمی پائی جائے۔ یہاں تک کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جا ملے۔

➤ اور اس لئے سب دعاؤں سے زیادہ نفع بخش، عظیم اور مضبوط دعا سورۂ فاتحہ کی دعا ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○﴾ ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو اس راہ کی ہدایت کر دی تو وہ اپنی اطاعت اور اپنی نافرمانی سے بچنے پر بھی اس کی مدد فرمائے گا۔ پھر اسے دنیا و آخرت میں کوئی شر اور نقصان نہیں پہنچے گا۔

○ گناہ نفسِ انسانی کے لوازم میں سے ہے۔ یعنی ہر وقت انسان سے گناہ کا ارتکاب ممکن ہے۔ لہٰذا وہ ہر لحظہ ہدایتِ ربانی کا محتاج ہے اور وہ کھانے اور پینے سے بھی زیادہ سیدھی راہ کی ہدایت کا محتاج ہے۔

○ بعض مفسرین کا یہ قول صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اسے ہدایت کر دی، پھر وہ کیوں ہدایت کا سوال کرتا ہے---اور ہدایت کے سوال سے مراد اس پر ثابت قدمی یا مزید رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ آدمی ہر لحہ اس بات کا محتاج ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمہ رنگ موجودہ حالات میں سے گزرنے کے لئے اور روزانہ پیدا ہونے والے مختلف امور سے نبٹنے کے لئے صحیح علم عطا کرے اور اس پر عمل کے لئے صحیح طریق سکھلا دے۔

○ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ صحیح علم کے مطابق آدمی کے دل میں اس پر عمل کرنے کا ارادہ ہی نہ پیدا کرے تو محض علم کا حاصل ہو جانا کافی نہیں ہے۔ اگر علم کے مطابق ارادۂ عمل اور اس کی توفیق حاصل نہ ہو تو محض علم آدمی کے خلاف ایک دلیل و حجت کا سبب ہو گا اور وہ سیدھی راہ پر چل ہی نہیں سکے گا۔ لہٰذا بندہ اس بات کا محتاج ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک ارادے کے مطابق عمل کرنے کی قدرت اور ➤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الصِّراط" واضح راستہ اور "المُستَقِیم" وہ راستہ جس میں کوئی کجی اور ٹیڑھ نہ ہو۔ اور اس سے مراد وہ دین {۲۵} ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ اور یہ دین' ان لوگوں کی راہ کا نام ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ اور وہ ہیں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم {۲۶}' اور آپ ہر رکعت میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں

➤ صلاحیت بھی عطا فرمائے۔ بیشک وہ بندہ صراطِ مستقیم اور ان لوگوں کی راہ پر جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کئے ہیں (اور جو انبیاء' صدّیقین' شہداء اور صالحین کے گروہ ہیں) ان علوم' ارادوں اور قدرت کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ اس باب میں آدمی کی بہت ساری حاجات اور ضروریات داخل ہیں جن کا شمار ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے لوگوں کو ہر نماز میں حصولِ ہدایت کی اس دعا کا حکم دیا گیا ہے۔ انسان کے لب اس دعا سے زیادہ کسی اور چیز کے محتاج نہیں ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۴' ص ۳۲۰۔۳۲۱)

{۲۵} الصِّراط کی "دین" کے ساتھ تفسیر کو امام الشیخ محمد بن عبدالوہاب نے اختیار کیا ہے' حالانکہ الصِّراط کو قرآن' طریق بندگی اور اسلام سے بھی تفسیر کیا گیا ہے۔ السّنۃ والجماعۃ' اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بھی مراد لی گئی ہے۔ امام ابن تیمیہ نے اپنی تفسیر میں مختلف اقوال کو جمع کر کے فرمایا ہے کہ سب مفسرین نے ایک ہی ذات کی طرف اشارہ کیا ہے' مگر ہر ایک نے اس کی صفات میں سے کسی ایک صفت کو بیان کیا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ج ۱۳' ص ۳۳۶۔۳۳۷)

{۲۶} حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت (اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ) کی تفسیر اللہ کے اس ارشاد کے ساتھ کی ہے: ﴿ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ' وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ﴾ (النساء: ۶۹) ➤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ آپ کو ان کی راہ پر چلائے۔ آپ پر یہ فرض ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو سچا جانیں اور دل سے تصدیق کریں کہ انہی کی راہ سیدھی اور مستقیم ہے اور جب بھی طریق عمل، علم اور عبادت کے لحاظ سے اس کی مخالفت ہو گی تو وہ راہ مستقیم نہ رہے گی بلکہ ٹیڑھی راہ ہو گی۔ اور اس آیت سے اس حقیقت کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ مومن کو شیطان کے فریب سے بچنا چاہئے۔ فریب کی شکل یہ ہے کہ عقیدے کی حد تک تو مان لیا جائے کہ سیدھی راہ صرف رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ہی کی راہ ہے مگر تفصیلات اور عمل کی دنیا میں اسے ترک کر دیا جائے۔

اسی فریب کی وجہ سے مرتدین کی اکثریت عقیدہ تو یہ رکھتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حق پر ہیں اور جو بھی ان کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ پھر جب کوئی ایسا حکم آ جائے جسے ان کے دل نہ چاہتے ہوں (تو ان کا طرز عمل اس آیت کے مصداق ہوتا ہے) جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَاَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ رُسُلًا، كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ○ ﴾ (المائدہ : ۷۰)

"بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کی طرف اپنے رسول بھیجے۔ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ایسا حکم لایا جسے ان کے نفس نہیں چاہتے تھے تو انہوں نے (نبیوں کے) ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک

➤ "اور جو شخص اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام و اکرام کیا ہے۔ یعنی انبیاء، صِدّیقین، شہداء اور صالحین۔ اور یہ بہترین ساتھی ہیں"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ کو قتل کرتے رہے۔"

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ "اور نہ ان لوگوں کی راہ، جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔"

"مَغْضُوب عَلَيهِم" سے مراد وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنے علم کے مطابق عمل نہ کیا۔ اور "ضَالُّون" وہ لوگ ہیں جو بغیر صحیح علم کے عمل کرتے رہے۔ پہلی صفت علماءِ یہود کی ہے اور دوسری نصاریٰ (عیسائیوں) کی۔ بہت سے لوگ جب تفسیر دیکھتے ہیں کہ یہودی علماء پر غضب کیا گیا ہے اور نصرانی گمراہ ہیں تو جاہل لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا غضب اور گمراہی انہی لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے {۲۷} (اور ہم اس سے محفوظ و بری ہیں) جبکہ وہ یہ بھی اقرار کرتا ہے

{۲۷} اس آیت سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اللہ کا غضب اور ضلالت و گمراہی یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہے، بلکہ جو شخص بھی ان کی راہ پر چلا، ان کی سیرت کو اپنایا وہ ان کے ساتھ شامل ہو جائے گا۔ جیسا کہ مؤلف رحمہ اللہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"بے شک اہل علم کا طریقہ یہ ہے کہ صحیح و حق بات کا علم حاصل کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اور یہود نے عمل کو کھو دیا اور نصاریٰ نے علم کو ضائع کر دیا۔ اس لئے یہود پر غضب نازل ہوا اور نصاریٰ کے مقدر میں گمراہی اور ضلالت ہوئی۔ اس لئے کہ جس کو علم ہوا اور اس نے عمل ترک کر دیا وہ عذاب کا مستحق ٹھہرا۔ اس کے برعکس جسے علم ہی نہیں ہے، جیسے نصاریٰ، کہ وہ عمل کا ارادہ کرتے ہیں مگر صحیح راستہ نہیں پاتے۔ اسی لئے وہ صحیح طریق سے معاملہ انجام نہیں دیتے۔ اور وہ ہے حق کی اتباع۔ حق کی اتباع سے منحرف ہو کر وہ گمراہ ہوئے۔ ویسے یہود اور نصاریٰ سب کے سب گمراہ اور مغضوب ہیں، مگر یہودیوں کے ساتھ مخصوص وصف "اللہ کا غضب" ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ﴾ ◄

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کر دیا ہے کہ وہ اِس دعا کے ساتھ پکارے اور ان صفات کے لوگوں کی راہ سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ اگر وہ آیت میں مذکور غضب اور ضلالت و گمراہی سے محفوظ و بری ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اِس دعا کی تعلیم کس لئے کرتا اور اس کے لئے اِس دعا کو کیوں پسند فرماتا؟ اور اس پر کیسے فرض کرتا کہ وہ ہمیشہ ان الفاظ سے دعا کرتا رہے' باوجود اس کے کہ اسے اس غضب اور ضلالت کا کوئی ڈر اور اندیشہ ہی نہیں ہے اور نہ وہ تصور کرتا ہے کہ وہ ایسی غضب اور ضلالت کی راہ اختیار کرے گا۔ یہ خیال رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کا مظہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر علم رکھتا ہے۔

رہا قاری یا نمازی کا "آمین" کہنا تو یہ کلمہ سورۂ فاتحہ میں سے نہیں ہے' بلکہ وہ دعا کے بعد آمین کہتا ہے۔ اور اس کا مطلب ہے "اے اللہ تو قبول فرما!"{۲۸} لہٰذا بے علم آدمی کو یہ بتا دینا ضروری ہے تا کہ وہ یہ خیال نہ کرے کہ کلمہ "آمین" اللہ کے کلام میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

➤ "جس پر اللہ نے لعنت اور غضب کیا"۔ اور نصاریٰ کے ساتھ مخصوص وصف ضلالت اور گمراہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے : ﴿قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوا كَثِيرًا وَّضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ﴾ "وہ پہلے سے گمراہ ہو چکے ہیں اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور سیدھی راہ سے وہ بھٹک گئے ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر' ج ۱۔ ص ۲۸)

{۲۸} آمین کی فضلیت کے بارے میں امام بخاری اور مسلم کی روایات ہی کافی ہیں۔

حدیث بخاری :

((عَنْ اَبِی هريرة رضی اللّٰه عنه اَنَّ رسولَ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال : اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّين ➤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ کی تفسیر اللہ کی حمد اور فضل کے ساتھ مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کی اولاد اور آپؐ کے ساتھیوں پر درود و سلام بھیجے۔ ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِين
وَصَحَابَتِهٖ اَجْمَعِينَ وَالتَّابِعِين۔ آمين!

◄ فَقُولُوا آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) (بخاری کتاب التفسیر، ج ۵، ص ۱۴۶)

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو، پس جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو گیا (یعنی فرشتوں کی آمین سے مل گیا) تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

امام مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

((اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم قال: اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوا، فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهٗ تَأْمِينَ الْاِمَامِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التسميع والتحميد والتأمين، ج ۱، ص ۳۰۷)

"بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ یقیناً جس شخص کا آمین کہنا امام کی آمین سے مل گیا اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رسالے کے فوائد کی تکمیل کے لئے میں نے خیال کیا ہے کہ اس کے ساتھ ان مسائل کا اضافہ کر دوں جن کا جناب شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے خاص طور پر سورۂ فاتحہ سے استنباط کیا ہے۔ ان مسائل کی تصریح درج ذیل ہے :

پہلا مسئلہ : ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد چاہتے ہیں) اس میں توحیدِ خالص کا اقرار ہے۔

دوسرا مسئلہ : ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (ہمیں سیدھی راہ پر چلا) اس میں کامل فرماں برداری کے ارادے کا اقرار ہے۔

تیسرا مسئلہ : ارکانِ دین' محبت' امید اور خوف کا استنباط۔ فاتحہ کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید پائی جاتی ہے۔ اور تیسری آیت ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (جزا و سزا کے دن کا مالک ہے) میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محاسبہ کا خوف پایا جاتا ہے۔

چوتھا مسئلہ : پہلی آیت جس میں ہر طرح کی تعریف اور ربوبیت کی اللہ کے ساتھ نسبت ہے' اسی سے غفلت اور جہالت کی وجہ سے اکثر لوگوں کو ہلاکت کا شکار ہونا پڑا۔

پانچواں مسئلہ : سب سے پہلے انعام یافتہ اور ایسے لوگ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور ایسے لوگ جو سیدھی راہ سے بھٹکتے رہے اشارۃً ان سب کی تاریخ اور انجام سامنے آجاتا ہے۔

چھٹا مسئلہ : انعام یافتہ لوگوں کے تذکرے میں اللہ تعالیٰ کے جُود و کرم اور لائقِ حمد و ثناء ہونے کے دلائل کا اثبات۔

ساتواں مسئلہ : ان لوگوں کے تذکرے کے ضمن میں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا' اور جو راہ راست سے بھٹکتے رہے' اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کا اظہار۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں مسئلہ : یقین کامل سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھولنے والی دعا' رسول اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق کہ غافل اور بے یقین دل کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ {۱}

نواں مسئلہ : ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا)۔ (اس گروہ میں انبیاء کرام' صِدّیقین' شہداء اور صالحین شامل ہیں)۔ اس اشارے میں اجماع کی دلیل موجود ہے۔

دسواں مسئلہ : انسان کی ہلاکت اور بربادی کا مفہوم' جب اسے اس کے نفس ہی کے سپرد کر دیا جائے۔

گیارھواں مسئلہ : سورۂ فاتحہ میں توکّل کی تصریح ہے۔ (یعنی اپنی حاجت براری کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر پر بھروسہ کی صریحاً نفی ہے۔)

بارھواں مسئلہ : اس میں شرک کے باطل ہونے پر تنبیہ اور آگاہی موجود ہے۔

تیرھواں مسئلہ : بدعات کے بطلان (اور مہلک ہونے پر) آگاہی موجود ہے۔

چودھواں مسئلہ : سورۂ فاتحہ کی ہر آیت کو انسان جان لے اور سمجھ لے تو فقیہ بن جائے اور ہر آیت کے مفہوم و معانی الگ الگ تصنیف کر دے۔

{۱} اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں : "اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنتم مُوقِنُونَ بِالاِجَابَةِ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ وقال حديثٌ غريبٌ" ج ۵' ص ۵۱۷۔ ۵۱۸ "اللہ تعالیٰ سے قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی کوئی دعا قبول نہیں فرماتا۔" امام ترمذی نے فرمایا: "یہ حدیث غریب ہے۔"

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نورِ اسلام اکیڈمی لاہور کی چند دیگر مطبوعات

- **کبیرہ گناہوں کی حقیقت**
  تالیف : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **قیامت کی ہولناکیاں**
  تالیف : الاستاذ عبدالملک الکلیب
  ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **مختصر احکام الجنائز**
  تالیف : علامہ محمد ناصر الدین الالبانی
  ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **تہذیبِ اطفال**
  تالیف : علامہ ابن قیم الجوزیہؒ
  تلخیص و ترجمہ : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **تفسیر الفاتحہ**
  تالیف : امام محمد بن عبدالوہابؒ
  ترجمہ و تفہیم : علامہ محمد جمیل شیدا رحمانی
- **جہنّم کے راستے**
  پیشکش : دارابن مبارک 'الخبر
  ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **یومِ جمعہ : فضائل' مسائل' احکام**
  تالیف : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **ارادہ ہے توبہ کرلوں' لیکن...!**
  تالیف : علامہ محمد صالح المنجد
  ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **جنّت کی راہ**
  تالیف : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **نفاق کی نشانیاں**
  تالیف : الاستاذ عائض عبداللہ القرنی
  ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **میّت کا سفرِ آخرت**
  تالیف : علامہ محمد ناصر الدین الالبانی
  تلخیص و ترجمہ : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **اسلام کے بنیادی عقائد**
  تالیف : علامہ محمد بن صالح العثیمین
  ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **پہاڑ جیسے گناہ**
  تالیف : حافظ شمس الدین الذہبیؒ
  ترجمہ و تخریج احادیث : حافظ ثناء اللہ ثاقب
- **نماز کی اہمیت**
  تالیف : علامہ محمد بن صالح العثیمین
  ترجمہ و حواشی : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **مناجاتِ حرم**
  ترتیب و ترجمہ : ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور
- **مسلم عورت کا پردہ اور نماز کا لباس**
  تالیف : شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ
  ترجمہ : مقصود الحسن الفیضی